Spot CMYK#Waheed

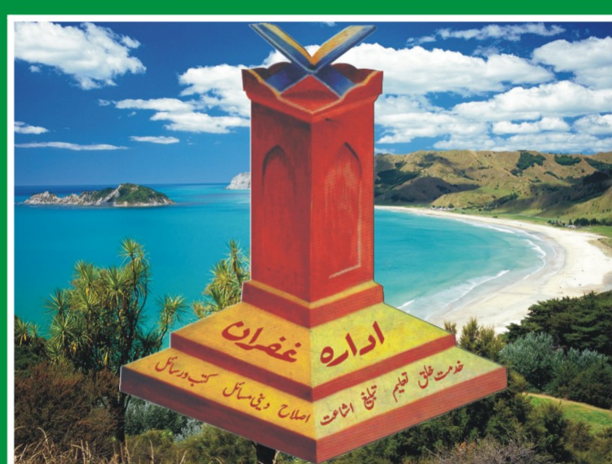

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے

سالانہ.............300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچٹرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....انگلش ضرور پڑھائیں مگر.......... ....مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۸۸)... اللہ کا شریک بنانے اور شریک کے ساتھ اللہ جیسی محبت کا وبال.// // ۵

درسِ حدیث ....صلاۃ التسبیح کے فضائل واحکام (قسط۲).........// // ۹

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

مصائب کے دینی ودنیوی اسباب اوران پر صبر کی فضیلت (اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۲۶)....مفتی محمد امجد حسین ۱۷

راول ڈیم سے خان پور ڈیم تک (قسط۱)..........ابوعشرت حسین ۲۲

ہمارے شیخ حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ (قسط۱)..........مفتی محمد رضوان ۲۵

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۳)..........مفتی منظور احمد ۲۸

کیپ ایبل کمپنی کے بارے میں انتباہ..........ادارہ ۳۱

ماہِ محرم: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود ۳۸

والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کا وبال (پانچویں وآخری قسط)..........مفتی محمد رضوان ۴۰

علم کے مینار..........امام شافعی رحمہ اللہ کا سفرنامہ (قسط۵)..........مفتی محمد امجد حسین ۴۶

تذکرۂ اولیاء: ....اقبال ورومی (تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۸)..........// // ۵۰

پیارے بچو! ....نیکیوں کا بدلہ..........بنتِ فاطمہ ۶۰

بزمِ خواتین ....ماہواری کے بعض احکام (چوتھی وآخری قسط)......مفتی محمد یونس ۶۳

آپ کے دینی مسائل کا حل.... لے پالک اور منہ بولی اولاد کی شرعی حیثیت.....ادارہ ۷۰

کیا آپ جانتے ہیں؟.......... اچھے اور بُرے خواب (قسط۷)......مفتی محمد رضوان ۸۰

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۹)..........ابوجویریہ ۸۵

طب وصحت.......... شہد (HONEY) کے فوائد وخواص (قسط۱)......مفتی محمد رضوان ۸۹

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........مولانا محمد امجد حسین ۹۳

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال ۹۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

انگلش ضرور پڑھائیں مگر............

آج کل یہ بات کثرت سے دیکھنے اور سُننے میں آ رہی ہے کہ بیشتر لوگوں کا رجحان اپنی اولاد کی عصری تعلیم کے سلسلہ میں خالص انگلش زبان میں تعلیم دِلانے کا ہو گیا ہے، جو اسکول یا ادارے انگلش میڈیم یا او لیول کے کہلاتے ہیں، وہاں اپنی اولاد کو تعلیم دِلانے کو ترجیح دی جاتی ہے، اور اس کی خاطر محنت ومشقت کے علاوہ غیر معمولی اخراجات کو بھی برداشت کیا جاتا ہے۔

مگر اس تعلیم کے جو نتائج سامنے آ رہے ہیں، وہ زیادہ خوش آئند نہیں ہیں، چنانچہ جو بچے ابتداء سے اس طرح کے تعلیمی نظام سے وابستہ ہو جاتے ہیں، وہ ہمارے عام اور بطورِ خاص قومی معاشرہ کا حصہ نہیں بن پاتے، اور دینِ اسلام سے بھی اکثر و بیشتر غیر مانوس ہوتے ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ابتداء سے ہی بچہ کو ہر ہر چیز کے نام اور ضرورت کی چیزوں کی تعلیم خالص انگلش زبان میں دی جاتی ہے، تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بچہ ہمارے عام معاشرہ اور گھریلو وخانگی زندگی میں استعمال ہونے والی زبان کے الفاظ سے بالکل ناواقف ہوتا ہے، مثلاً اگر اس بچہ سے یہ معلوم کیا جائے کہ ستر یا پینسٹھ کا عدد کون سا کہلاتا ہے، تو اسے اس کا علم نہیں ہوتا، البتہ انگلش میں اسے ''سیونٹی'' یا ''سِکس ٹی فائیو'' جیسے مشکل الفاظ کو ادا کرنے اور سمجھنے میں بالکل دشواری محسوس نہیں ہوتی، یہی حالت مختلف رنگوں کے اور دوسری چیزوں کے ناموں کے بارے میں ہوتی ہے۔

اور پھر یہ صورتِ حال تو بولنے کی حد تک ہے، اگر اردو یا عربی زبان میں کوئی عدد یا گنتی لکھی جائے تو بھی ایسے بچوں کو اس سے بالکل مناسبت نہیں ہوتی، اور اس کے برعکس انگلش زبان کے عدد یا گنتی کے حروف والفاظ کے لکھنے میں ذرا دشواری محسوس نہیں ہوتی، اور جب عربی اور اردو زبان کی افہام وتفہیم کے معاملہ میں یہ صورتِ حال ہوتی ہے، تو اسی سے اس بات کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر ایسے بچے کو عربی یا اردو زبان میں کوئی قومی، تاریخی مذہبی لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا جائے گا تو اس کی افہام وتفہیم کی قابلیت اس کو کیا خاک حاصل ہو سکے گی۔

اور زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ تن، من دھن کی قربانی دے کر اپنی مذہبی وقومی زبان اور کلچر کا خاتمہ خود اپنے ہی ہاتھوں سے کیا جارہا ہے، گویا کہ اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری جارہی ہے، اور اس سے بھی زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ دینِ اسلام کو فروغ دینے اور ملک وملت کی ترقی کے عنوان سے قائم ہونے والے اداروں کا بھی یہی حال ہے۔

انگلش اگرچہ ایک عالمی زبان اور موجودہ دور میں ضرورت کی چیز ہے، مگر اس میں اتنا غلو کرنا کہ اس کی خاطر اس سے اہم اور اپنی ضرورت کی چیز یعنی ملک وملت اور دین ومذہب اور اپنے کلچر کو داؤ پر لگانا کسی طرح عقلمندی اور ہنرمندی کا کام نہیں۔ انگلش زبان کو سیکھنے اور سکھانے کی ضرورت اس طرح بھی پوری کی جاسکتی ہے کہ دیگر تمام ضروری مضامین کی تعلیم وتعلُّم کے لئے اردو اور قومی زبان کو وسیلہ اور واسطہ بنایا جائے، اور انگلش زبان کو بحیثیت ایک فن یا خصوصی مضمون کے پڑھایا جائے، تاکہ ایک انسان بوقتِ ضرورت اس سے استفادہ کرسکے، نہ یہ کہ ضرورت اور بلاضرورت ہر وقت اسی کو اوڑھنا بچھونا بنالے، اور عام معاشرہ، قومی ومذہبی کلچر سے ہٹ کر ایک اجنبی اور متوحش کلچر کے رنگ میں رنگ جائے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ انگلش زبان کو بولنے کی صلاحیت ولیاقت حاصل کرنے کے لئے کسی کو تعلیمی قابلیت حاصل کرنا ضرور نہیں، بلکہ ایک ان پڑھ شخص بھی اگر کسی انگلش بولے جانے والے ملک میں کچھ وقت قیام کرے تو اس میں بھی یہ صلاحیت ولیاقت پیدا ہوسکتی ہے، اور اس کے برعکس اگر دوسری زبان کے رائج ماحول کا وہ فرد ہو، اور اس کو کتابی اور فنی اعتبار سے انگلش زبان سکھانے پر محنت کی جائے، تب بھی اس میں پہلے شخص کی طرح کی لیاقت وصلاحیت پیدا ہونا مشکل ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کے نصاب تشکیل دیئے جائیں، ایسے ادارے قائم کئے جائیں، ان کو ترویج وترقی دی جائے کہ جہاں اپنی مذہبی وقومی زبان، کلچر اور ماحول کو ترجیح اور فوقیت حاصل ہو، اور انگلش کو محض ایک مضمون اور زبان کی حدتک معیاری انداز میں پڑھایا جائے۔

اس طرز وطریقہ سے بچے پر دوسرے بہت سے فنون وعلوم حاصل کرنے میں غیر مادری وغیر مانوس زبان کو واسطہ بنانے کی دوگنی چوگنی محنت کا بوجھ بھی نہ ہوگا، اور دوسرے فنون کو زیادہ سہولت کے ساتھ حاصل کیا جاسکے گا، اور انگلش کے فن سے واقفیت کا مقصود بھی حاصل ہوسکے گا۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

(سورہ بقرہ قسط ۸۸، آیت ۱۶۵) مفتی محمد رضوان

اللہ کا شریک بنانے اور شریک کے ساتھ اللہ جیسی محبت کا وبال

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّأَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ (۱۶۵)

ترجمہ: اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کرتے ہیں اللہ کے علاوہ کو شریک، ان سے اس طرح کی محبت رکھتے ہیں جیسے اللہ کی محبت، اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ سب سے زیادہ محبت اللہ ہی سے کرتے ہیں، اور اگر یہ ظالم لوگ (اسے) دیکھ لیں، جب یہ عذاب کو دیکھیں گے (تو جان لیں گے) کہ ساری طاقت اللہ ہی کے لئے ہے، اور یہ کہ اللہ سخت عذاب (دینے) والا ہے (۱۶۵)

تفسیر وتشریح

گزشتہ آیات میں عقل والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کے چند انتہائی مضبوط عقلی دلائل بیان ہوئے تھے، مذکورہ آیت میں مشرکین کے شرک اور اُس پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کے دلائل واضح ہوجانے کے بعد عقل کا تقاضا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لایا جاتا، لیکن بعض لوگ جو بظاہر عقل وشعور رکھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کے دلائل اور اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات کو دیکھتے، سُنتے اور سمجھتے بھی ہیں، مگر ان سب کو نظر انداز کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

حالانکہ ہر عقل والے کو سمجھ میں آنے والے دلائل سے یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ایک شریک بھی نہیں، مگر اس کے باوجود بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئی کئی شریک بنا رکھے ہیں۔

''انداد'' عربی زبان میں ''نِد'' کی جمع ہے، جس کے معنیٰ مشابہ، مساوی اور مماثل کے آتے ہیں، اور مطلب یہ ہے کہ انہوں نے مختلف حیثیتوں سے اللہ کے مشابہ، برابر اور مماثل بنا رکھے ہیں، اور اسی کو شِرک کہا جاتا ہے (کذافی: تفسیر الراغب الأصفهانی، تحت سورة البقرة، آیت ۲۲)

Idara Ghufran

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے کی ایک صورت تو کھلی اور واضح ہے، اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخصوص صفات (مثلاً علم، قدرت وغیرہ) میں دوسرے کو ہمسر قرار دے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی مخصوص صفت میں دوسرے کو شریک ٹھہرائے، مثلاً کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی طرح کا عالمُ الغیب والشہادۃ سمجھے، اور ایک عملی صورت یہ ہے کہ جو کام عبادت میں داخل اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، ان کو عبادت کے طور پر غیرُ اللہ کے لئے انجام دے، مثلاً غیرُ اللہ کو سجدہ کر کے عبادت کرے۔

شرک کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ظلمِ عظیم قرار دیا ہے، اور ایسے شخص کی مغفرت نہ فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ندّ اور شریک بنانے والے کے بارے میں احادیث میں یہ وعید آئی ہے کہ ایسا شخص جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا الْمُوْجِبَتَانِ؟ فَقَالَ :مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ (مسلم، رقم الحديث ۱۵۱)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! دو واجب کرنے والی چیزیں کون سی ہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مَر گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو بھی (خواہ انسان ہو، یا دوسری مخلوق) شریک نہ کرتا ہو، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (اگرچہ کچھ تاخیر سے گناہوں کی سزا پا کر ہی کیوں نہ داخل ہو، یہ تو جنت کو واجب کرنے والی چیز ہے) اور جو شخص اس حال میں مَر گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو بھی (خواہ انسان ہو یا دوسری مخلوق) شریک کرتا ہو، تو وہ جہنّم میں داخل ہوگا (یہ جہنّم کو واجب کرنے والی چیز ہے، اور اس طرح یہ دونوں چیزیں واجب کرنے والی ہیں، ایک جنت کو اور دوسری جہنّم کو) (ترجمہ ختم)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مشرکین اپنے بنائے ہوئے معبودانِ باطلہ کے ساتھ اللہ جیسی محبت رکھتے ہیں، جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ اُن کی اطاعت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت اور اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات کا تقاضا یہ ہے کہ جیسی محبت اللہ تعالیٰ

کے ساتھ ہو، ایسی محبت کسی اور کے ساتھ نہیں ہونی چاہئے، اور اگر کسی دوسرے کے ساتھ محبت ہو، تو وہ بھی اللہ کے حکم کے ماتحت وتابع ہونی چاہئے، اور خالق اور مخلوق کی محبت اور اطاعت میں فرق ہونا چاہئے۔

پھر ان معبودانِ باطلہ کے ساتھ محبت رکھنے والے مشرکوں کے مقابلے میں مؤمنوں کی یہ صفت بیان کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ شدید محبت رکھتے ہیں۔ [1]

جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ راحت وتکلیف، صحت وبیماری، خوشی وغمی کسی حال میں بھی ایمان والوں کی محبت اللہ تعالیٰ سے کم نہیں ہوتی۔

بہرحال مؤمنوں کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ ہوتی ہے، اور مخلوق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، اسی لئے کئی احادیث میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کے آخر میں فرمایا کہ اگر یہ ظالم اور مشرک لوگ اُس عذاب کو دیکھ لیں جو شرک کے نتیجے میں ہوگا، تو اللہ کے مقابلے میں اپنے بنائے ہوئے ہر شریک کو بھول جائیں گے، اور یہ جان لیں گے کہ ساری طاقت اللہ ہی کے لئے ہے، اور ساری کائنات ضعیف اور عاجز ہے، اور جنہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں، اُن کی اللہ تعالیٰ کی طاقت وقوت کے مقابلہ میں کوئی بھی حیثیت نہیں، پھر وہ اللہ کے کیونکر شریک کہلائے اور بنائے جانے کے قابل ہوسکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ بعض لوگوں نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک بنا رکھا ہے، اور وہ اُن سے اللہ کی طرح کی محبت رکھتے ہیں، جبکہ مؤمنین کسی بھی غیرُ اللہ سے اللہ تعالیٰ کی طرح کی محبت نہیں رکھتے، بلکہ اُن کو سب سے زیادہ شدید محبت اللہ سے ہوتی ہے، اور اللہ کے بعد مخلوق میں سب سے زیادہ محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے، اور یہ محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع ہوتی ہے، بلکہ جس کسی سے بھی مؤمنین کو محبت ہوتی ہے، وہ ایک تو اللہ کی محبت کے تابع ہوتی ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ جیسی محبت نہیں ہوتی، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک

---

[1] اس موقع پر یہ بات اہلِ علم حضرات کے لئے قابلِ ملاحظہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی اشد محبت کی تعبیر ''عشق'' جیسے الفاظ کے بجائے ''اشدِّ محبت'' سے فرمائی ہے، اس کی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت وہ مطلوب ہے کہ جس میں عقل وشعور متأثر نہ ہو، بلکہ اچھی طرح قائم ہو، انبیائے کرام علیہم السلام بھی انتہائی، عاقل، باشعور، بیدار مغز ہوتے ہیں۔

اور ''عشق'' کا لفظ جس معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، اس میں عقل وشعور کے مغلوب ہونے کی کیفیت متبادر ہوتی ہے، جو کہ شرعاً مطلوب نہیں، علاوہ ازیں عشق کا استعمال عام طور پر فسقیہ تعلقات کے لئے ہوتا ہے، اسی وجہ سے عشق کا لفظ قرآن وسنت کا مانوس ومعروف لفظ نہیں، جہاں کہیں محبت یا شدتِ محبت کی قرآن وسنت میں تعبیر کرنے کی ضرورت پڑی، تو وہ عموماً محبت یا شدتِ محبت کے عنوان سے ہی بیان کی گئی، اور اس کے مقابلہ میں عشق کے الفاظ کا انتخاب واستعمال نہیں کیا گیا۔ محمد رضوان۔

کرنے والے لوگ جب شرک اور دوسرے مظالم پر عذاب ہوتے ہوئے دیکھیں گے تو انہیں اس بات کا اچھی طرح یقین ہو جائے گا کہ پوری قوت اور طاقت اللہ ہی کے لئے ہے، کسی اور کو اوّلاً تو اللہ جیسی قوت وطاقت حاصل نہیں، اور جو کسی کو حاصل ہے، وہ بھی اللہ کی عطا کی ہوئی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی قوت کے ماتحت اور تابع ہے۔ پھر کوئی دوسرا اللہ تعالیٰ کا شریک وسہیم اور ہمسر کیسے ہوسکتا ہے؟

اور اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب کے سامنے کسی کی قوت وطاقت کام نہیں کرسکتی، خواہ وہ کسی کے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ کا شریک وسہیم ہی کیوں نہ ہو۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۲۴ ''راول ڈیم سے خان پور ڈیم تک''﴾

کچھ عجب نہیں کہ غالب آج کل بھی حیات ہوتے تو ''اردوئے معلّٰی'' میں یہ بے جا تصرفات ملاحظہ کرکے، اوپر کے دوسرے مصرعے کو یوں مکرر ارشاد فرماتے ''لوگ نالے کو رسّا باندھتے ہیں'' اور سننے والے نالے کو ''چھجو کے چوبارے'' کا پرنالہ سمجھتے، کیونکہ ایک کہنے والے کے بقول پاکستان میں بہر حال ''اردوئے معلّٰی'' کی بجائے ''اردوئے محلّہ'' چلے گی۔

غیر نصابی سرگرمیوں کے مذکورہ مظاہر و نمونے اکثر بڑے شہروں کی تفریح گاہوں کو پُر رونق رکھتے ہیں، خواہ وہ کراچی کی خشکی تری کی تفریح گاہیں ہوں یا لاہور کا شاہی قلعہ، شالیمار باغ، اور مقبرہ جہانگیر کی راہداریاں ہوں، راولپنڈی کا ایوب پارک ہو، اسلام آباد کا راول جھیل پارک ہو، یا دامنِ کوہ، سید پور و بلیج پہاڑی کی چڑھائیاں اور پکنک پوائنٹ ہوں یا ایبٹ آباد کی شملہ پہاڑی کے گوشہائے عافیت وخلوت، ہمارا تو ان مذکورہ مقامات میں سے جہاں کہیں، جب کبھی بھی جانا ہوا ہے یہی منظر دیکھا ہے۔ ع

اب جس طرف بھی دیکھوں جلوۂ جانانہ ہے (جاری ہے)

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام قیمت:-/320

وتر کی نماز کے فضائل واحکام

وتر کی نماز کی فضیلت واہمیت، وتر کی نماز کی رکعات کی تعداد وطریقہ اور اس کا ثبوت، وتر کی نماز میں دعائے قنوت کا ثبوت اور اس کا طریقہ، اور وتر اور قنوت کے اہم مسائل۔ مستند مآخذ ومراجع کے ساتھ

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

درسِ حدیث **مفتی محمد رضوان**

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

صلاۃُ التسبیح کے فضائل واحکام (قسط۲)

چوتھی روایت

صلاۃُ التسبیح سے متعلق ایک حدیث حضرت عروہ بن رویم نے حضرت انصاری کی سند سے روایت کی ہے۔ [1]

اور یہ حدیث بھی سند کے لحاظ سے حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔ [2]

---

[1] حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ رُوَيْمٍ، حَدَّثَنِي الْأَنْصَارِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجَعْفَرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُمْ، قَالَ فِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى، كَمَا قَالَ فِي حَدِيثِ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ (سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۱۲۹۹)

[2] قال ابن حجر: حَدِيثُ الْأَنْصَارِيِّ: وَأَمَّا حَدِيثُ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي لَمْ يُسَمَّ، فَفِيمَا قَرَأْتُ عَلَى الْمُسْنِدِ أَبِي عَلِيٍّ الْمَهْدَوِيِّ، أَنَّ يُوسُفَ بْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: نَا الْحَافِظُ أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ الْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ الْقَوِيِّ الْمُنْذِرِيُّ، قَالَ: نَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا أَبُو الْبَدْرِ الْكَرْخِيُّ، أَنَا الْحَافِظُ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ الْخَطِيبِ. ح قَالَ شَيْخُنَا وَأَنْبَأَنَا عَالِيًا يُونُسُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ مُشَافَهَةً، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ كَذَلِكَ، أَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ فِي كِتَابِهِ، عَنِ الْخَطِيبِ، أَنَا أَبُو عُمَرَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَمْرٍو اللُّؤْلُؤِيُّ، ثَنَا أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ، ثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ رُوَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَنْصَارِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. . . . ، قَالَ: فَذَكَرَ حَدِيثَ مَهْدِيٍّ، يَعْنِي الَّذِي أَخْرَجَهُ قَبْلُ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي الْجَوْزَاءِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ لَهُ صُحْبَةٌ يُرَوْنَ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، قُلْتُ: ذَكَرَ الْمِزِّيُّ فِي مُبْهَمَاتِ التَّهْذِيبِ الْأَنْصَارِيَّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَوَى عَنْهُ عُرْوَةُ بْنُ رُوَيْمٍ، قِيلَ: هُوَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قُلْتُ: مُسْتَنَدُهُ أَنَّ ابْنَ عَسَاكِرٍ أَخْرَجَ فِي تَرْجَمَةِ عُرْوَةَ بْنِ رُوَيْمٍ أَحَادِيثَ، عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ أَنْصَارِيٌّ، فَجَوَّزَ أَنْ يَكُونَ الَّذِي ذُكِرَ هُنَا، وَلَكِنَّ تِلْكَ الْأَحَادِيثَ مِنْ رِوَايَةِ غَيْرِ مُحَمَّدِ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ، وَقَدْ وَجَدْتُ فِي تَرْجَمَةِ عُرْوَةَ هَذَا مِنْ مُسْنَدِ الشَّامِيِّينَ لِلطَّبَرَانِيِّ حَدِيثَيْنِ أَخْرَجَهُمَا مِنْ طَرِيقِ أَبِي تَوْبَةَ وَهُوَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ شَيْخُ أَبِي دَاوُدَ فِيهِ بِهَذَا السَّنَدِ بِعَيْنِهِ، فَقَالَ فِيهِمَا: حَدَّثَنِي أَبُو كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيُّ، فَلَعَلَّ الْمِيمَ كُبِّرَتْ قَلِيلًا فَأَشْبَهَتِ الصَّادَ، فَإِنْ يَكُنْ كَذَلِكَ فَصَحَابِيُّ هَذَا الْحَدِيثِ أَبُو كَبْشَةَ. وَعَلَى التَّقْدِيرَيْنِ فَسَنَدُ هَذَا الْحَدِيثِ لَا يَنْحَطُّ عَنْ دَرَجَةِ الْحَسَنِ، فَكَيْفَ إِذَا ضُمَّ إِلَى رِوَايَةِ ابْنِ الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، الَّتِي أَخْرَجَهَا أَبُو دَاوُدَ، وَقَدْ حَسَّنَهَا الْمُنْذِرِيُّ، وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُ مَنْ صَحَّحَ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ طَرِيقِ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَيَرُدُّ مَجْمُوعُ ذَلِكَ عَلَى كَلَامِ الْقَاضِي أَبِي بَكْرِ بْنِ الْعَرَبِيِّ، الَّذِي نَقَلَهُ عَنْهُ الشَّيْخُ وَأَقَرَّهُ، وَيُبْطِلُ دَعْوَى ابْنِ الْجَوْزِيِّ أَنَّ الْحَدِيثَ مَوْضُوعٌ، وَقَوْلُ الشَّيْخِ: إِنَّ ابْنَ الْجَوْزِيِّ ذَكَرَ طُرُقَهُ وَضَعَّفَهَا، يُوهِمُ أَنَّهُ اسْتَوْعَبَهَا، وَلَيْسَ كَذَلِكَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ طُرُقٍ :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جبکہ بعض حضرات نے اس حدیث کو ''حسن'' سے بھی بڑھ کر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ ۱

پانچویں روایت

حضرت عکرمہ کی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ والی گزشتہ حدیث کی طرح کی حدیث حضرت جعفر بن ابی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أَحَدُهَا :عَنْ أَبِي رَافِعٍ، وَهِيَ الَّتِي اقْتَصَرَ عَلَيْهَا الشَّيْخُ، وَفِيهَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ، كَمَا تَقَدَّمَ، ثَانِيهَا : حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ رِوَايَةِ عِكْرِمَةَ عَنْهُ، وَأَعَلَّهَا بِمُوسَى بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَنَقَلَ عَنِ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ مَجْهُولٌ، وَقَدْ قَدَّمْتُ ذِكْرَ مَنْ وَثَّقَهُ، ثَالِثُهَا :حَدِيثُ الْعَبَّاسِ، وَضَعَّفَهُ بِصَدَقَةَ، وَقَدْ قَدَّمْتُ الْقَوْلَ فِيهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ طَرِيقَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَلَا الْأَنْصَارِيِّ، وَمَجْمُوعُ مَا ذَكَرَهُ لَا يَقْتَضِي ضَعْفَ الْحَدِيثِ فَضْلًا عَنِ ادِّعَاءِ بُطْلَانِهِ، وَأَمَّا قَوْلُ الْعُقَيْلِيِّ :لَا يَثْبُتُ، فَكَأَنَّهُ أَرَادَ نَفْيَ الصِّحَّةِ فَلَا يَنْتَفِي الْحُسْنُ أَوْ أَرَادَ وَصْفَهُ لِذَاتِهِ فَلَا يَنْتَفِي بِالْمَجْمُوعِ، وَأَمَّا تَأْوِيلُ الشَّيْخِ كَلَامَ الدَّارَقُطْنِيِّ فَلَا يَتَعَيَّنُ أَحَدُ الِاحْتِمَالَيْنِ، لَكِنْ يَتَرَجَّحُ جَانِبُ التَّقْوِيَةِ بِمُوَافَقَةِ مَنْ قَوَّاهُ، وَقَدْ أَطْلَقَتْ عَلَيْهِ الصِّحَّةَ أَوِ الْحُسْنَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِنْهُمْ :أَبُو دَاوُدَ كَمَا تَقَدَّمَ فِي الْكَلَامِ عَلَى عِكْرِمَةَ، وَأَبُو بَكْرٍ الْآجُرِّيُّ، وَأَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ، وَأَبُو سَعِيدٍ السَّمْعَانِيُّ، وَأَبُو مُوسَى الْمَدِينِيُّ، وَأَبُو الْحَسَنِ بْنُ الْمُفَضَّلِ، وَالْمُنْذِرِيُّ، وَابْنُ الصَّلَاحِ، أَنَا مُسْنِدُ الشَّامِ شِهَابُ الدِّينِ بْنُ الْمُعِزِّ، إِجَازَةً مُكَاتَبَةً، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ الْإِمَامِ تَقِيِّ الدِّينِ بْنِ الصَّلَاحِ، قَالَ :صَلَاةُ التَّسْبِيحِ سُنَّةٌ غَيْرُ بِدْعَةٍ، وَحَدِيثُهَا حَسَنٌ مَعْمُولٌ بِهِ، وَالْمُنْكِرُ لَهَا غَيْرُ مُصِيبٍ إِلَى آخِرِ كَلَامِهِ فِي ذَلِكَ، وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ(امالی الاذکار فی فضل صلاة التسبیح ص ۴۲، المجلس الثامن)

۱ قال الالبانی:(قلت :حديث صحيح)إسناده :حدثنا أبو توبة الربيع بن نافع :ثنا محمد بن مهاجر عن عروة بن رُوَيمً .قلت :وهذا إسناد رجاله ثقات معروفون؛ غير الأنصارى :فإن كان صحابياً فالسند صحيح؛ لأن جهالة الصحابة لا تضر؛ وإلا فهو تابعى مجهول، فيصلح شاهداً لما قبله .وقد ذكر السيوطى فى "اللآلى المصنوعة 2/23 ") عن الحافظ ابن حجر قال ":وقد وجدت فى ترجمة عروة بن رويم من "الشاميين " للطبرانى حديثين أخرجهما من طريق أبى توبة -وهو الربيع بن نافع -شيخ أبى داود فيه بهذا السندبعينه، فقال فيهما :حدثنى أبو كبشة الأنمارى .فلعل الميم كُبِرَتْ قليلاً، فأشبهت الصاد !فإن يكن كذلك؛ فصحابى هذا الحديث أبو كبشة .وعلى التقديرين؛فسند هذا الحديث لا ينحط عن درجة الحسن، فكيف إذا ضم إلى رواية أبى الجوزاء عن عبد الله بن عمرو، التى أخرجها أبو داود، وقد حسنها المنذرى .وممن صحح هذا الحديث أو حسنه غير من تقدم :ابن منده ." ...والحديث أخرجه البيهقى 3/52)) ، والخطيب 203/1-2)) من طريق المصنف .وبالجملة؛ فالحديث بهذه الطرق والشواهد صحيح، لا يشك فى ذلك من كان عنده معرفة بطريقة نقد الأسانيد، والجرح والتعدبل، ووقف عليها؛ فضلأعن غيرها مما لم يخرجه المصنف رحمه الله تعالى؛ فإنه يقطع بما ذكرنا من صحَّته .ولذلك نقم العلماء على ابن الجوزى إيراده إياه فى "الموضوعات "، كما تراه مبسوطاً فى "اللاليى24 -2/20) ") للسيوطى و "الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة "لأبى الحسنات اللكنوى، وقد أطال فيه النفس جداً فى تتبع طرق الحديث وكلام العلماء فيها؛ بما لا تراه فى غيره (374-353) . وفى القدر الذى ذكرنا مَقْنع للمصنف !(صحیح ابی داوٗد ، ج۵ ص ۴۴،۴۵، باب صلاة التسبیح)

طالب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۱؎

اس کی سند میں فی نفسہٖ ضعف کا امکان ہے۔ ۲؎

چھٹی روایت

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی صلاۃ التسبیح سے متعلق حدیث، حضرت عبداللہ بن فیروز دیلمی

۱؎ عبدالرزق عَنْدَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ :أَلَا أَهَبُ لَكَ؟ أَلَا أَمْنَحُكَ؟ أَلَا أَحْذُوكَ؟ أَلَا أُوثِرُكَ؟ أَلَا؟ أَلَا؟ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيَقْطَعُ لِي مَاءَ الْبَحْرَيْنِ قَالَ " :تُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ أُمَّ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَسُورَةً، ثُمَّ تَقُولُ :الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَعُدَّهَا وَاحِدَةً حَتَّى تعُدَّ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا وَأَنْتَ رَاكِعٌ، ثُمَّ تَرْفَعُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا وَأَنْتَ رَافِعٌ، ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا وَأَنْتَ سَاجِدٌ، ثُمَّ تَرْفَعُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا وَأَنْتَ جَالِسٌ، ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا وَأَنْتَ سَاجِدٌ، ثُمَّ تَرْفَعُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا وَأَنْتَ جَالِسٌ، فَتِلْكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ، وَفِي الثَّلَاثِ الْأَوَاخِرِ كَذَلِكَ، فَذَلِكَ ثَلَاثُ مِائَةٍ مَجْمُوعَةٍ، وَإِذَا فَرَّقْتَهَا كَانَتْ أَلْفًا وَمِائَتَيْنِ۔ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَقْرَأَ السُّورَةَ الَّتِي بَعْدَ أُمِّ الْقُرْآنِ عِشْرِينَ آيَةً فَصَاعِدًا۔ تَصْنَعُهُنَّ فِي يَوْمِكَ أَوْ لَيْلَتِكَ، أَوْ جُمْعَتِكَ، أَوْ فِي شَهْرٍ، أَوْ فِي سَنَةٍ، أَوْ فِي عُمْرِكَ، فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ، أَوْ عَدَدَ الْقَطْرِ، أَوْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ، أَوْ عَدَدَ أَيَّامِ الدَّهْرِ لَغَفَرَهَا اللَّهُ لَكَ(مصنف عبد الرزاق،رقم الحديث ۵۰۰۴،بَابُ الصَّلَاةِ الَّتِي تُكَفِّرُ)

أخبرني أبو أحمد، عبد الوهاب بن الحسن الحربي، أخبرنا أبو عبد الله، الحسين بن أحمد بن محمد، الهروي، حدثنا عبد الرحمن بن محمد بن إدريس، الحنظلي، الرازي، حدثنا أبي، حدثني أبو غسان، معاوية بن عبد الله الليثي، بمدينة الرسول صلى الله عليه وسلم، قال :حدثنا عبد الله بن نافع، عن عبد الله بن عمر بن حفص بن عاصم، عن نافع .عن عبد الله بن جعفر بن أبي طالب، عن أبيه جعفر بن أبي طالب :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لجعفر بن أبي طالب) :(ألا أهب لك، ألا أنحلك؟ . فقال جعفر :بل يا رسول الله !قال:(تصلي أربع ركعات، تقرأ بأم القرآن وسورة، ثم تقول بعد ذلك :(سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر) خمس عشرة مرة .فذكر الحديث؛ يعني :في صلاة التسبيح(ذكر صلاة التسبيح والأحاديث التي رويت عن النبي صلى الله عليه وسلم فيها واختلاف ألفاظ الناقلين لها،للخطيب البغدادي، ذكر الرواية عن جعفر بن أبي طالب رضي الله عنه ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم)

۲؎ قال ابن حجر: حَدِيثُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ:وَأَمَّا حَدِيثُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَأَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ :قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. . . .، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ، وَلَهُ طُرُقٌ أُخْرَى تَقَدَّمَتْ فِي الْكَلَامِ عَلَى حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ .حديث عبدالله بن جعفر:وَأَمَّا حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، فَأَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ وَجْهَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ فِي أَحَدِهِمَا :عَنْ مُعَاوِيَةَ، وَإِسْمَاعِيلَ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَقَالَ فِي الْأُخْرَى :وَعَوْن بَدَلَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِيهِمَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ :قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَلَا أُعْطِيكَ؟ ، إِلَى أَنْ، قَالَ :فَظَنَنْتُ أَنَّهُ غِنَى الدَّهْرِ، وَزَادَ فِي الذِّكْرِ :وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ، وَسَائِرَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ، وَابْنُ سَمْعَانَ ضَعِيفٌ(امالی الاذکار فی فضل صلاة التسبيح،۳۷،۳۸)

رحمہ اللہ، جو کہ صحابیِ رسول حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۱؎
اور یہ حدیث بھی اگرچہ فی نفسہٖ سند کے اعتبار سے ضعیف ہو، مگر حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ والی گزشتہ حدیث کے مطابق ہے، جس سے اس کی تائید ہوتی ہے، اس لئے بعض حضرات نے بطورِ تائید اس حدیث کو بھی قبول کیا ہے۔ ۲؎

۱؎ أخبرنا :أبو الحسن، محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رزق، البزاز، وأبو الحسن، على بن أحمد بن محمد بن داود، الرزاز، وأبو الحسن، محمد بن أسد بن على، الكاتب -قال ابن رزق :حدثنا، وقال -: أخبرنا أحمد بن سلمان، الفقيه، حدثنا محمد بن الهيثم بن حماد -زاد الرزاز وابن أسد :(أبو الأحوص، القاضى) ، ثم اتفقوا -قال :حدثنا أحمد بن أبى شعيب الحرانى -زاد الرزاز وابن أسد :(أبو الحسن) ، ثم اتفقوا -قال :حدثنا موسى بن أعين، عن أبى رجاء ، عن صدقة، عن عروة بن رويم عن ابن الديلمى، عن العباس بن عبد المطلب، قال :قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم :(ألا أهب لک، ألا أفيدک، ألا أعطيک، ألا أمنحک؟)قال :فظننت أنه سيعطينى من الدنيا شيئاً لم يعطه أحداً قبلى !قال) :(أربع ركعات إذا قلت فيهن ما أعلمک غفر لک :تبدأ فتكبر، ثم تقرأ بفاتحة الكتاب وسورة، ثم تقول :(سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر) خمس عشرة مرة فإذا ركعت قلت مثل ذلک عشر مرات، فإذا رفعت -وقال الرزاز وابن أسد :فإذا قلت :(سمع الله لمن حمده) ، ثم اتفقوا -قلت مثل ذلک عشر مرات، فإذا سجدت قلت مثل ذلک عشر مرات، فإذا رفعت رأسک، قلت مثل ذلک عشر مرات بين السجدتين، فإذا سجدت قلت مثل ذلک عشر مرات، فإذا رفعت رأسک من السجود قلت مثل ذلک عشر مرات قبل أن تقوم .ثم افعل -وقال الرزاز وابن أسد :ثم تفعل -فى الركعة الثانية مثل ذلک، غير أنک إذا جلست للتشهد، قلت ذلک عشر مرات قبل التشهد، ثم افعل -وقال الرزاز :تفعل -فى الركعتين الباقيتين مثل ذلک .فإن استطعت أن تفعل ذلک فى كل يوم، وإلا ففى كل جمعة، وإلا ففى كل شهر، وإلا ففى كل شهرين، وإلا ففى كل ستة أشهر، وإلا ففى كل سنة(ذكر صلاة التسبيح والأحاديث التى رويت عن النبى صلى الله عليه وسلم فيها واختلاف ألفاظ الناقلين لها، ج ١، ٥٠،للخطيب البغدادى،ذكر الرواية عن العباس بن عبد المطلب رضى الله عنه ذلک عن النبى صلى الله عليه وسلم)

۲؎ قال ابن حجر:هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، أَخْرَجَهُ ابْنُ شَاهِينَ، عَنْ أَبِى حَامِدٍ مُحَمَّدِ بْنِ هَارُونَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ، فَوَقَعَ لَنَا بَدَلًا عَالِيًا، وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَارُونَ، وَأَبِى مُحَمَّدِ بْنِ صَاعِدٍ، وَأَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ، عَنْ أَبِى عَمْرِو بْنِ السَّمَّانِ ثَلاثَتُهُمْ، عَنْ أَبِى الْأَحْوَصِ مُحَمَّدِ بْنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ، إِلَّا صَدَقَةَ وَهُوَ الدِّمَشْقِيُّ، كَمَا نُسِبَ فِى رِوَايَتِنَا، وَكَذَا فِى رِوَايَةِ ابْنِ شَاهِينَ، وَوَقَعَ فِى رِوَايَةِ الدَّارَقُطْنِيِّ غَيْرَ مَنْسُوبٍ، وَقَالَ :صَدَقَةُ هَذَا هُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْخُرَاسَانِيُّ، وَنَقَلَ كَلامَ الْأَئِمَّةِ فِيهِ، وَوَهِمَ فِى ذَلِکَ وَالدِّمَشْقِيُّ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَيُعْرَفُ بِالسَّمِينِ، ضَعِيفٌ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ، وَوَثَّقَهُ جَمَاعَةٌ، فَيَصْلُحُ لِلْمُتَابَعَاتِ، بِخِلَافِ الْخُرَاسَانِيِّ، فَإِنَّهُ مَتْرُوکٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِ، وَأَبُو رَجَاءٍ الَّذِى فِى السَّنَدِ اسْمُهُ :عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحْرِزٍ الْجَزَرِيُّ، وَابْنُ الدَّيْلَمِيِّ اسْمُهُ :عَبْدُ اللَّهِ بْنُ فَيْرُوزٍ(امالى الاذكار فى فضل صلاة التسبيح ص ٣١)
وقال الذهبى:صدقة بن يزيد الخراسانى ثم الدمشقى.نزيل بيت المقدس.حدث عن :قتادة، ويحيى بن أبى كثير، وحماد بن أبى سليمان، والعلاء بن عبد الرحمن الحرقى، وأحوص بن حكيم، وبنت واثلة بن الأسقع، وطائفة.حدث عنه :الوليد بن مسلم، وضمرة، وابن شابور، ورواد بن الجراح، وآخرون .وثقه :أبو زرعة النصرى. وقال أبو حاتم :صالح.وقال الفسوى :حسن الحديث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ساتویں روایت

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعُ رَکْعَاتٍ إِذَا فَعَلْتَھُنَّ فِیْ سَنَةٍ، أَوْ فِیْ شَھْرٍ، مَرَّةً، اِسْتَفْتِحِ اَلْحَمْدُ وَسُوْرَةً - مَا شِئْتَ - ثُمَّ تَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ أَکْبَرُ خَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَضَعُ یَدَیْکَ عَلٰی رُکْبَتَیْکَ، فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا، ثُمَّ تَنْتَصِبُ، فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ، فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ، فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ، فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ، فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا، ثُمَّ تَفْعَلُ فِیْھِنَّ مَا فَعَلْتَ فِی الْأُوْلٰی، وَلَا تُسَلِّمُ إِلَّا فِیْ آخِرِھِنَّ، فَذٰلِکَ أَلْفٌ وَمِئَتَانِ، فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ وَکَانَ عَلَیْکَ مِثْلُ رَمَلِ عَالِجٍ، وَعَدَدِ الْقَطْرِ، وَنُجُوْمِ السَّمَاءِ، غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ ذٰلِکَ (ذکر صلاة التسبیح والأحادیث التی رویت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیھا واختلاف ألفاظ الناقلین لھا، ج ۱، ۵۰، ذکر الروایة عن الفضل بن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنھما ذلک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، للخطیب البغدادی)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار رکعتیں ہیں، آپ سال میں یا مہینے میں ایک مرتبہ ان کو پڑھ لیں (پہلی رکعت کے) شروع میں آپ الحمد اور جونسی چاہیں سورت پڑھیں، پھر آپ پندرہ مرتبہ یہ کلمات پڑھیں:

"سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ أَکْبَرُ"

پھر آپ اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھیں (یعنی رکوع کریں) اور دس مرتبہ ان کلمات کو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقال عباس: سمعت یحیی یقول: صدقة بن یزید الدمشقی صالح الحدیث. وقال أحمد بن حنبل، والنسائی، وغیرھما: ضعیف. وقال ابن عدی: ھو إلی الضعف أقرب منه إلی الصدق. قلت: لعله أضعف من السمین، ولا شیء له فی الکتب، ومن أنکر ما رأیت له فی ترجمته فی (تاریخ دمشق) داود بن رشید: حدثنا الولید بن مسلم، عن صدقة بن یزید، عن یحیی بن أبی کثیر، عن أبی سلمة، عن أبی ھریرة، قال: تراء وا الھلال، فقالوا: ما أحسن! ما أبینه! فقال رسول اللہ - صلی اللہ علیه وسلم -: (کیف أنتم إذا کنتم من دینکم فی مثل القمر لیلة البدر، لا یبصره منکم إلا البصیر) توفی ھذا: سنة نیف وخمسین ومائة (سیر اعلام النبلاء ج۷ ص۵۷، ۵۸)

پڑھیں، پھر آپ (رکوع سے اٹھ کر) سیدھے کھڑے ہوجائیں، پھر دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں، پھر آپ سجدہ کریں، پھر (سجدہ میں) دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں، پھر آپ (سجدہ سے) اٹھیں، پھر دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں، پھر آپ (دوسرا) سجدہ کریں، پھر (دوسرے سجدہ میں) دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں، پھر آپ (دوسرے سجدہ سے) اٹھیں، پھر دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں، پھر آپ باقی ماندہ رکعتوں میں اسی طرح کریں، جس طرح پہلی رکعت میں کیا، اوران کے آخر میں ہی سلام پھریں، تو یہ بارہ سوکلمات ہوجائیں گے (یعنی چاروں رکعتوں میں تین سو مرتبہ تو مجموعی طور پر یہ چاروں کلمات، اوران چاروں کلمات میں سے ہر ایک کے تین سو کا عدد ملا کر مجموعی طور پر بارہ سو مرتبہ کی تعداد بن جائے گی) جب آپ یہ عمل کرلیں گے، اور آپ کے اوپر ریت کے ذروں، اور قطروں کی تعداد، اور آسمان کے ستاروں کے برابر گناہ ہونگے، تو اللہ تعالیٰ آپ کے ان گناہوں کو معاف فرمادیں گے (ترجمہ ختم)

اس حدیث کی سند پر بھی محدثین کو کلام ہے، لیکن حضرت عکرمہ کی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ والی گزشتہ حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ [1]

آٹھویں روایت

صلاۃ التسبیح سے متعلق ایک حدیث حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، جس کو امام

---

[1] قال ابن حجر: وَأَمَّا حَدِيثُ الْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ فَذَكَرَهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي كِتَابِ الْقُرْبَانُ، مَنْ رِوَايَةِ مُوسَى بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ لَهُ :أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ إِذَا فَعَلْتَهُنَّ. . . ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي رَافِعِ الْمُبْتَدَأُ بِذِكْرِهِ أَوَّلَ كِتَابِنَا، وَالطَّائِيُّ الْمَذْكُورُ لا أَعْرِفَهُ وَلا أَبَاهُ، وَأَظُنُّ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ شَيْخُ الطَّائِي لَيْسَ أَبَا رَافِعٍ الصَّحَابِيَّ، بَلْ هُوَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ أَحَدُ الضُّعَفَاءِ فِيمَا أَظُنُّ، فَقَدْ أَخْرَجَهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فِي السُّنَنِ، وَالْخَطِيبُ فِي كِتَابِ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ مِنْ رِوَايَةِ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ، كِلاهُمَا، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ نُجَيْحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ :بَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ . . . . . ، وَفِي رِوَايَةِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخْرَجَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ :أَلا أَحْبُوكَ؟ . . . ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، وَقَالَ فِيهِ بَعْدَ قَوْلِهِ :فَفِي كُلِّ شَهْرٍ ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَفِي كُلِّ سِتَّةِ أَشْهُرٍ "، وَقَالَ فِيهِ عِنْدَ ذِكْرِ الذُّنُوبِ :وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ عَدَدِ أَيَّامِ الدُّنْيَا ، وَفِي آخِرِهِ :أَوْ فَرَرْتَ مِنَ الزَّحْفِ، غَفَرَ لَكَ بِذَلِكَ ، هَذَا لَفْظُ سَعِيدِ بْنِ مَنْصُورٍ، وَأَبُو مَعْشَرٍ ضَعِيفٌ، وَكَذَا شَيْخُهُ أَبُو رَافِعٍ، وَقَدِ اضْطَرَبَ فِيهِ (امالی الاذکار فی فضل صلاۃ التسبیح، ص ۲۹، الطریق الثانی) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترمذی، ابنِ ماجہ، طبرانی اور بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ۱؎

حضرت ابورافع کی اس حدیث کو بعض محدثین نے سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے، اور بعض نے دوسری احادیث کے پیشِ نظر اس حدیث کو بطورِ تائید قبول کیا ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ إسماعيل بن رافع (ت، ق) مدنى معروف .نزل البصرة، وحدث عن المقبرى والقرظى .وعنه وكيع ومكى وطائفة .ضعفه أحمد ويحيى وجماعة .وقال الدارقطنى وغيره :متروك الحديث .وقال ابن عدى :أحاديثه كلها مما فيه نظر .حدثنا الحسين بن عبدالله القطان، حدثنا هشام بن عمار، حدثنا الوليد بن مسلم، عن إسماعيل بن رافع، عن المقبرى، عن أبى هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :خلق الله آدم من تراب الجابية وعجنه بماء الجنة .ومن تلبيس الترمذى قال :ضعفه بعض أهل العلم.قال :وسمعت محمدا -يعنى البخارى -يقول :هو ثقة مقارب الحديث(ميزان الاعتدال ج ا ص۲۲۷)

إسماعيل ابن رافع ابن عويمر الأنصارى المدنى (القاص) نزيل البصرة يكنى أبا رافع ضعيف الحفظ من السابعة مات فى حدود الخمسين بخ ت ق(تقريب التهذيب ج ا ص۱۰۷)

۱؎ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عِيسَى الْمَسْرُوقِيُّ قَالَ :حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ :حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ قَالَ :حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ :يَا عَمِّ أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَنْفَعُكَ، أَلَا أَصِلُكَ قَالَ :بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ ": فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، فَإِذَا انْقَضَتِ الْقِرَاءَةُ فَقُلْ :سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ أَنْ تَرْكَعَ، ثُمَّ ارْكَعْ فَقُلْهَا عَشْرًا، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا، ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا، ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ، فَتِلْكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَهِيَ ثَلَاثُمِائَةٍ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ غَفَرَهَا اللَّهُ لَكَ "قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ يَقُولُهَا فِي يَوْمٍ؟ قَالَ قُلْهَا فِي جُمُعَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُلْهَا فِي شَهْرٍ حَتَّى قَالَ :فَقُلْهَا فِي سَنَةٍ(سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۳۸٦ ،واللفظ لهٗ، سنن ترمذی، رقم الحديث ۴۸۲،المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۸۷ ،شعب الايمان للبيهقی، رقم الحديث ۶۰۲ ، السنن الصغریٰ للبيهقی، رقم الحديث ۸۶۲)

۲؎ قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي رَافِعٍ.

وقال ابن حجر: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ، عَنْ أَبِي كُرَيْبٍ، وَابْنُ مَاجَهْ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَسْرُوقِيِّ :كِلَاهُمَا، عَنْ زَيْدِ بْنِ الْحُبَابِ، فَوَقَعَ لَنَا مُوَافَقَةً فِي شَيْخِ شَيْخِيهِمَا، وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ هُوَ الرَّبَذِيُّ بِفَتْحِ الرَّاءِ وَالْمُوَحَّدَةِ، وَالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ ضَعِيفٌ جِدًّا، تَرَكَهُ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ، وَلَكِنْ لِلْحَدِيثِ طُرُقٌ أُخْرَى يَأْتِي بَيَانُهَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى(امالی الاذكار فی فضل صلاة التسبيح لابن حجر، ص۶ ،المجلس الاول)

وقال ايضاً:موسى ابن عبيدة بضم أوله ابن نشيط بفتح النون وكسر المعجمة بعدها تحتانية ساكنة ثم مهملة الربذى بفتح الراء والموحدة ثم معجمة أبو عبد العزيز المدنى ضعيف ولا سيما فى عبد الله ابن دينار وكان عابدا من صغار السادسة مات سنة ثلاث وخمسين ت ق(تقريب التهذيب ج ا ص ۵۵۲)

وقال ايضاً:وقال أبو الفضل العباس بن محمد الدورى " :سئل أحمد بن حنبل وهو على باب النضر بن هاشم بن القاسم فقيل له:يا أبا عبد الله !ما تقول فى موسى بن عبيدة﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا اس کو بھی سند کے اعتبار سے بالکل ناکارہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

(جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ومحمد بن إسحاق؟ فقال " :أما موسى بن عبيدة فلم يكن به بأس، ولكن حدث بأحاديث مناكير عن عبد الله بن دينار (النكت على ابن الصلاح ، ج ۲ ص ۸۸۸،النوع الثانى والعشرون)
وقال السندى:ثُمَّ الْحَدِيثُ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ الْحُفَّاظُ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ حَدِيثٌ ثَابِتٌ يَنْبَغِي لِلنَّاسِ الْعَمَلُ بِهِ وَقَدْ بَسَطَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ وَذَكَرْتُ أَنَا طَرَفًا مِنْهُ فِي حَاشِيَةِ أَبِي دَاوُدَ وَحَاشِيَةِ الْأَذْكَارِ لِلنَّوَوِيِّ(حاشية السندى على سنن ابن ماجه، ج ۱ ص ۴۲۰، باب ماجاء فى صلاة التسبيح)
قال السيوطى فى قوت المغتذى :بالغ ابن الجوزى، فأورد هذا الحديث فى الموضوعات، وأعله بموسى بن عبيدة الربذى، وليس كما قال، فإن الحديث وإن كان ضعيفاً، لم ينته إلى درجة الوضع .وموسى ضعفوه، وقال فيه ابن سعد :ثقة وليس بحجة .وقال يعقوب بن شيبة :صدوق ضعيف الحديث جداً .وشيخه سعيد بن أبى سعيد له عند المصنف أى الترمذى إلا هذا الحديث، وقد ذكره ابن حبان فى الثقات .وقال الذهبى فى الميزان :ما روى عنه إلا موسى بن عبيدة-انتهى ما فى قوت المغتذى .ونقل السيوطى فى التعقبات عن الحافظ أنه قال :وقول ابن الجوزى :إن موسى بن عبيدة علة الحديث، مردود، فإنه ليس بكذاب مع ماله من الشواهد فذكرها(مرعاة المفاتيح، ج ۴ ص ۳۷۵، باب صلاة التسبيح)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۹۴ ''اخبارِ عالم''﴾

09/جنوری: پاکستان: شدید سردی کی لہر، بالائی علاقوں میں برفباری، مری میں گاڑیاں پھنس گئیں، پاراچنار میں ٹمپریچر منفی 13 ہوگیا 10/جنوری: پاکستان: دو اور تین سٹار جرنلز کی ریٹائرمنٹ کی عمر 60 سال کرنے کی تجویز 11/جنوری: پاکستان: جمرود، بارود سے بھری گاڑی بازار میں اڑادی گئی، بچوں اور خواتین سمیت 30 جاں بحق، 60 زخمی * حروں کے روحانی پیشوا اور سیاستدان پیر پگارا خالقِ حقیقی سے جاملے 12/جنوری: پاکستان: وزیرِ اعظم نے سیکرٹری دفاع کو برطرف کردیا * ٹرپل ون بریگیڈ کا سربراہ تبدیل، بریگیڈئر سرفراز نئے کمانڈر ہونگے 13/جنوری: پاکستان: گریڈ 22 کے افسروں کی کمی، وفاقی سیکرٹریوں کی 6 آسامیاں خالی 14/جنوری: پاکستان: قومی، پنجاب اسمبلی کی 6 نشستوں پر ضمنی الیکشن 20 فروری کو ہوگا 15/جنوری: پاکستان: کمپیوٹر سافٹ ویئر انڈسٹری پر 16 فیصد سیلز ٹیکس عائد * پنجاب کابینہ نے 3 ویمن یونیورسٹیوں اور نالج سٹی کے قیام کی منظوری دے دی 16/جنوری: خان پور، جلوس میں دھماکہ، 20 افراد جاں بحق 17/جنوری: پاکستان: این آر او عمل درآمد کیس، وزیرِ اعظم کو توہینِ عدالت کا نوٹس، جمعرات کو پیش ہونے کی ہدایت 18/جنوری: پاکستان: توہینِ عدالت، سپریم کورٹ نے بابر اعوان کا لائسنس عارضی طور پر معطل کردیا، تعلیمی اسناد اور وکیل بننے کی تفصیلات طلب 19/جنوری: پاکستان: اوگرا متنازع ادارہ ہے، قائم مقام چیئرمین صابر حسین احتجاجاً مستعفی 20/جنوری: پاکستان: سپریم کورٹ کا بوگس فہرستوں پر ضمنی الیکشن روکنے کا حکم۔

مقالات ومضامین　(اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط ۲۶)　مفتی محمد امجد حسین

مصائب کے دینی و دنیوی اسباب اور ان پر صبر کی فضیلت

وطن عزیز اس وقت گونا گوں مشکلات کا شکار اور گرداب بلا میں مبتلا ہے، مسائل ومصائب کی ایک دلدل ہے جس میں ملک وقوم دھنستی جارہی ہے۔ مسلمانوں پر دنیوی زندگی میں انفرادی یا اجتماعی آفات و مصائب بطور آزمائش وامتحان کے بھی آتے ہیں (اور مسلمانوں میں ہی شامل بہت سے لوگوں پر بطور پکڑ وعذاب کے بھی) جس میں ان کے گناہوں پر تنبیہ وسرزنش ہوتی ہے اور اصلاح احوال وتلافی مافات کی نصیحت و درس عبرت ہوتا ہے، ان مشکلات و مصائب پر صبر کرنے اور اپنی انفرادی واجتماعی بگاڑ و بے اعتدالیوں کی اصلاح کرنے کی صورت میں مسلمان زندگی کے اس امتحان میں سرخرو ٹھہرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عنایاتِ خاصہ کا اور اللہ کی رحمت و برکتوں کا مستحق قرار پاتا ہے، آزمائش کی اس بھٹی سے کندن بن کر نکلنے کی وجہ سے اللہ کے دربار سے ہدایت یافتہ ہونے کا اعزاز اور خطاب اسے عطا ہوتا ہے کیوں نہ ہو کہ آزمائش کی بھٹی میں تپ کر غفلتوں، معصیتوں، نفس پرستی کی میل کچیل اور زنگار اتر کر اس کی روح صیقل ہو جاتی ہے، اور اللہ کے ساتھ قرب ومعیت اور محبت واپنائیت کے جذبات سے اس کا قلب منور وسرشار ہو جاتا ہے، اس کی روح کی گہرائیوں میں یہ شعور آگہی راہ پاتا ہے کہ مصائب ومشکلات کی گھاٹی ایک مشفق وہمدرد اور ماہر وحاذق طبیب کی نشتر زنی وآپریشن کے مثل ہے جو جسم کے سارے متاثرہ حصے کو چیرتا پھاڑتا کاٹتا اور لہولہان کرتا ہے تاکہ فاسد مادہ نکل کر اور کٹ کر باقی جسم شفا پائے، قدرت آزمائشوں کے یہ نشتر ہماری روح کی بیماریوں اور ایمانی زندگی کو لگنے والی معصیتوں کے روگ وناسور کے فاسد مادوں کو ختم کر کے ہمیں روحانی وایمانی شفا عطا کرتی اور اپنا قرب عطا کرنے کے لیے لگاتی ہے۔

ذرا ذیل کی آیتوں کو ملاحظہ فرمائیں، مذکورہ معروضات ان آیات بینات کی روشنی میں کچھ واضح ہوتی ہیں:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِين. الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ (البقرة، آیت ۱۵۵، ۱۵۶)

ترجمہ: اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک سے اور مال اور جانوں اور میووں میں کمی ونقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنادو، ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے راستے پر ہیں۔

اس طرح جان و مال، آل اولاد، فصل نسل، ساز وسامان، زراعت تجارت، کھانے کمانے، رہنے سہنے، اوڑھنے بچھونے میں طرح طرح کے گھاٹے، نقصان، حرمان، مسائل ومشکلات، بندۂ مومن کے لیے منجانب اللہ اندھیرے سے اجالے اور ظلمت وتاریکی سے نور وضیاء میں آنے کا سبب بن جاتے ہیں، بہت دفعہ خوش عیشی و فارغ البالی، امن واطمینان اور خوشحالی، کھانے کمانے میں وسعت وکشائش اور فراوانی مسلمان معاشرے کو بحیثیتِ مجموعی موت سے، آخرت سے، اللہ کی یاد سے غافل کر دیتی ہے، وہ غفلتوں اور معصیتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اللہ کی گوناگوں نافرمانیوں اور جائز ناجائز، حرام حلال کی حد بندیوں کو توڑنے اور شریعت کی حدود وقیود پامال کرنے کا قدم قدم پر ارتکاب کرنے لگتے ہیں، جو زندگی کے تاریک راستے، اندھیاروں میں گھرے ہوئے مرحلے اور دنیا وعقبیٰ میں خسران وحرمان کے سلسلے ہیں، مذکورہ آزمائشوں سے گذار کر قدرت زندگی کی ان خوش گواریوں کو ان کے لیے ناگواریوں سے بدل دیتی ہے، جو خوش گواریاں اور امن وعیش انہیں جامہ انسانیت، لباس آدمیت اور مقام عبدیت سے ہٹانے اور گرانے کا سبب بنی تھیں۔ تب وہ اپنی ناحق بلند پروازی اور نام نہاد روشن خیالی اور تکبر واتراہٹ کو بھول جاتا ہے، اس کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں اسے اپنی پڑ جاتی ہے، اس کا شریرو بے مہار نفس ڈھیلا پڑ جاتا ہے، جو اسے فساد وبگاڑ، فسق وفجور، بغاوت وسرکشی، ظلم وجور، رشتوں ناطوں کی پائمالی حق تلفی اور خلق خدا کی دل آزاری وایذا رسانی کی گوناگوں تاریک گھاٹیوں میں سرگرداں رکھتا تھا، آزمائشوں کے ان مراحل سے گذر کر حق کی طرف رجوع، ایمان ویقین کی جانب بازگشت صرف بندۂ مومن کا حصہ ہے، سعادت مند و نیک نفوس کا طرز وطریقہ ہے، کیونکہ یہ اہلِ ایمان ہیں، جن کا یار ومددگار، حامی وناصر وکارساز اللہ ہے جو ان کو آزمائشوں میں مبتلا کر کے غفلت ومعصیت اور آخرت فراموشی کے اندھیروں سے ندامت وپشیمانی، حق کی طرف رجوع اور اپنے اخلاق واعمال اور کردار کی اصلاح کی روشنی میں لے آتا ہے، ورنہ کفار و

اشرار اور منافقین (جو بظاہر مسلمان لیکن بباطن منکرِ ایمان ہوتے ہیں) جو محض ہوا کا رخ دیکھ کر عقیدہ و نظریہ اور عمل وطرزِ عمل کا لباس ادلتے بدلتے رہتے ہیں اور ''چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی'' جن کی اصل پالیسی اور اصل نظریہ ہوتا ہے جو عموماً دنیا میں ملکوں اور علاقوں میں، قوموں اور قبیلوں میں برپا ہونے والے فساد و بگاڑ اور برے حالات کا بالواسطہ یا بلا واسطہ سبب بھی ہوتے ہیں، وہ اگر اپنی بداعمالیوں اور کالے کرتوتوں کی لگائی ہوئی آگ اور پھیلائے ہوئے بگاڑ اور مچائے ہوئے فساد کی زد میں خود بھی آ جائیں یا زمینی وآسمانی آفات وبلیات اور قدرت کی طرف سے آزمائش کی مختلف شکلوں میں مبتلا بھی ہو جائیں تب بھی ان کی سنگدلی و شقاوت ان کی جان نہیں چھوڑتی وہ مان کر نہیں دیتے، وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدل بدل کر ہٹ دھرمی اور سرکشی کے مختلف ڈھونگ رچاتے ہیں، وہ اپنے کالے کرتوتوں کے برے نتائج کو بھی اتفاقاتِ زمانہ یا پھر حق و اہل حق کے سر منڈھ دیتے ہیں۔

اور قرآن کے بیان کردہ اس قبیل کے لوگوں کی اصل سرشت ....

هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيم. مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ. عُتُلٍّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيم. أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِين. إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ (القلم، آیت ۱۱ تا ۱۵)

ترجمہ: طعن آمیز اشارے کرنیوالا چغلیاں لئے پھرنے والا، مال میں بخل کرنیوالا حد سے بڑھا ہوا بدکار، سخت خو اور اسکے علاوہ بدذات ہے، اس سبب سے کہ مال اور بیٹے رکھتا ہے، جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ اگلے لوگوں کے افسانے ہیں۔

کا مظاہرہ کرتے ہوئے، طعن و تشنیع، لعنت ملامت، پروپیگنڈہ اور دجل وفریب پرمبنی میڈیا کی جنگ جیسی اوچھی، دجالی اور شیطانی حرکتوں پر اتر آتے ہیں، جس سے بہتیرے لوگوں پر حق و باطل مشتبہ اور خلط ملط ہو جاتا ہے اور وہ ان طاغوت پرستوں کی چرب زبانی سے مغالطہ کھا کر ان چوروں اور ڈاکوؤں کو چوکیدار سمجھنے لگتے ہیں۔

ان طاغوت پرستوں کے ہمنوا اور ہمدم و دمساز طواغیت ہوتے ہیں، شیطان اور شیطانی قوتیں ہوتی ہیں، مادیت کے پرستار، شر و شرارت سے سرشار شیاطین الجن والانس ہوتے ہیں جو ان کو زندگی کے ہر مرحلے، ہر موڑ پر، راحت و آفت، خوشحالی و بدحالی کے سب احوال میں رہی سہی روشنی سے بھی محروم کر کے اور جبلت و فطرت انسانی میں موجود قبولیت حق کی باقی ماندہ استعداد و صلاحیت کے برتنے و استعمال کرنے سے باز رکھ کر ان کو حق اور خدا سے مکمل بیگانگی و اجنبیت کے گھٹا ٹوپ اندھیاروں میں دھکیل دیتے ہیں،

ذیل کی آیات سے اسی طبقے کے خدوخال کی نقاب کشائی ہوتی ہے اور ''شیاطین الانس والجن'' کے ہاتھوں ان کا روشنیوں سے اندھیاروں میں جانے کا حال کھلتا ہے:

فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ. وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ (الفجر، آیت ۱۵، ۱۶)

ترجمہ: مگر انسان (عجیب مخلوق ہے کہ) جب اس کا پروردگار اس کو آزماتا ہے کہ اسے عزت دیتا اور نعمت بخشتا ہے تو کہتا ہے کہ (آہا) میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی، اور جب (دوسری طرح) آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ (ہائے) میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا۔

ان دو آیات میں خوش عیشی و بدحالی دونوں حالات میں اس قبیل کے لوگوں کا طرزِ عمل وردعمل بیان ہوا ہے، کہ پہلی حالت میں تکبر و اتراہٹ پر اتر آتے ہیں اور اپنے آپ کو کائنات کا لاڈلا اور نظامِ فطرت کا برخوردار سمجھنے لگتے ہیں، ان کی چال ڈھال، عمل وطرزِ عمل، قول وفعل سے حق فراموشی، فرعونیت اور قارونیت کی ہی ادائیں ٹپکتی ہیں اور دوسری حالت میں صبر ثابت قدمی کی بجائے شکوہ و شکایت کرتے، اوچھے ہتھکنڈے اپناتے اور مایوسانہ طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔

كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَى. أَن رَّآهُ اسْتَغْنَى. إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى (اللیل)

ترجمہ: انسان سرکش ہو جاتا ہے، جب کہ اپنے آپ کو غنی دیکھتا ہے، کچھ شک نہیں کہ (اس کو) تمہارے پروردگار ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے، آگ وخون کے دریا عبور کر کے اسلامیانِ ہند نے خودمختار اسلامی ریاست تشکیل دینے، اسلامی طرزِ حیات پر مبنی سوسائٹی اور معاشرت قائم کرنے کے لیے یہ ملک حاصل کیا، پاکستان کا آئین بھی قرآن وسنت کو سب سے بڑی اتھارٹی تسلیم کر کے اسلامی دستورِ حیات اور طرزِ زندگی کو مرحلہ وار ریاست میں نافذ کرنے اور فروغ دینے کی ضمانت دیتا ہے، لیکن یہاں شروع دن سے آج تک سیاست واقتدار اور نظام واختیار پر نسلاً بعد نسل ایک طاغوت پرست طبقہ تسلط رکھتا ہے جس نے ہمیشہ اسلامیانِ پاکستان کی قربانیوں، آرزوؤں کو بھی اور آئین کی روح اور بنیاد کو بھی پائمال اور ہائی جیک کیا ہے، آئین کی روء سے ملک خدا کا ہے، اقتدارِ اعلیٰ کی مالک اللہ کی ذات ہے، لیکن اس چند فیصد مقتدر مافیا نے گزشتہ ساٹھ سال سے سمندر پار طواغیت کو خدا ٹھہرایا ہے، اس اسلامی ریاست کو ان کی مِلک سمجھ کر

اپنے آپ کو ان کا بے دام غلام بنایا ہے اور آئین کے مطابق قرآن وسنت سے رہنمائی لے کر قانون سازی کرنے کی بجائے ان طواغیت کے کھلے چھپے احکامات وتعلیمات اور چشم ابرو کے اشاروں کو ملک کا سب سے برتر قانون بنائے رکھا ہے، پوری ریاستی مشینری کو طاغوتی درباروں سے اترنے والی وحی کے نفاذ واجرا کے لیے وقف کر رکھا ہے، اسلام واسلامیت کے قیام وبقا، حفاظت واشاعت کی جتنی شکلیں اور جتنے ادارے اس ملک میں قائم وموجود ہیں جن کے دم قدم سے بحمد اللہ یہاں اسلامیت زندہ ہے اور دنیا جہاں کو یہاں سے اسلامیت کا سبق بھی ملتا ہے، یہ طاغوت پرست مافیا ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور ریاستی وقومی سطح پر اسلامیت کے نشانات کو کھرچ کھرچ کر مٹانے پر ہمہ دم چوکس وآمادہ رہتا ہے، ان کی اس طاغوت پرستی نے جسد ملّی کو اتنے چرکے لگائے ہیں کہ ہمارا قومی وملّی وجود آج زخموں سے چور چور ہے، طاغوت نے اپنے ان برخورداروں کے ذریعے ملک وملت کو روشنیوں سے نکال کر اندھیروں میں دھکیل دیا ہے، روحانی اندھیرے، حسی وجسمانی اندھیرے، مہنگائی کے اندھیارے، بدامنی وخانہ جنگی کے اندھیرے، قتل وغارت گری اور جنگ زرگری کے اندھیرے، میڈیا سے الحادودہریت کی نشر واشاعت کے اندھیرے، میڈیا کے اینکر پرسنوں کے ملّی بنیادوں پر تیشے چلانے کے اندھیرے، طاغوت تو یہی کر سکتا ہے وہ ہمیشہ سے اپنے پرستاروں کے ساتھ یہی کرتا رہا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ

اے سہمے ہوئے جری جیالوں کے وطن　　آلودہ گرد زلفوں والوں کے وطن
آ میں تجھے اپنے دل کی حدّت پہنچاؤں　　اے میرے جمے ہوئے اجالوں کے وطن

(احمد ندیم)

نظارۂ وطن	ابوعشرت حسین

راول ڈیم سے خان پور ڈیم تک (قسط ۱)

راول ڈیم کے شمالی پہلو میں مری جانے والی ہائی وے کے کنارے جب سے ''راول جھیل پارک'' بنا ہے۔ تفریح وہواخوری کا ایک اچھا اور نیا وعمدہ موقع فراہم ہوا ہے، جڑواں شہروں خصوصاً راولپنڈی کی ہنگامہ خیز، مشغول و پرہجوم زندگی، آلودہ فضاؤں، دھواں دار شاہراہوں، تجاوزات سے اٹے پٹے فٹ پاتھوں، روڈوں، چوکوں چوراہوں اور ڈربہ نمار ہائش گاہوں سے بھاگ کر آدمی چند گھنٹے کے لیے ذہنی آسودگی، قلبی نشاط وانبساط اور طبعی بشاشت وتازگی پانے کے لیے ادھر آنکلتا ہے ع

اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

پرویز مشرف کا دورِ حکومت ملک کے کئی حصوں میں روڈوں، شاہراہوں، پلوں، فلائی اوورز، اور انڈر پاسز کی تعمیر وترقی کے حوالے سے یادگار رہے گا، خصوصاً اسلام آباد کا تو نقشہ ہی بدل گیا، جہاں ففتھ ایونیو، سیونتھ ایونیو، زیرو پوائنٹ فلائی اوور، چائنا چوک انڈر پاس وغیرہ کے بننے سے شہر کا ناک نقشہ کچھ کا کچھ ہوگیا ہے، پاکستان مونومنٹ (نزد شکر پڑیاں) اور راول جھیل پارک بھی اسی دور کی صناعیاں اور انجینئرنگ وکاری گری کے بہترین کرشمے ہیں، دامنِ کوہ اور پیر سوہاوا کی چوٹیوں کی طرف جانے والی روڈ کی تعمیر نو اور دامنِ کوہ کی جدید آرائش بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔

راول ڈیم 1961ء میں راولپنڈی میں کورنگ ندی پر تعمیر ہوا، اس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ ہوسکتا ہے، جس کا غالب استعمال روزمرہ استعمال اور شہری ضرورتوں کے لیے ہوتا ہے، کچھ حصہ آبپاشی کی ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔

یہ محل وقوع کے لحاظ سے اسلام آباد میں واقع ہے، فیض آباد پل سے جو روڈ ایک طرف پیرودہائی اور کیرج فیکٹری کے سامنے سے گذرتی ہوئی مین جی ٹی روڈ (پشاور روڈ) سے آملتی ہے اور راولپنڈی اسلام آباد کے درمیان حد فاصل اور باؤنڈری بناتی ہے تو دوسری طرف فیض آباد پل کے اوپر سے یہ روڈ راول ڈیم کی طرف جاکر راول ڈیم کے سامنے سے گذرتی ہوئی آگے کنونشن سنٹر کے قریب کشمیر چوک پہ مری جانے والی بڑی روڈ سے بغل گیر ہوجاتی ہے، کنونشن سینٹر سے تھوڑا سا آگے اسی مری روڈ کے کنارے کافی وسیع

رقبے پر راول جھیل پارک بنایا گیا ہے، یہ بہت وسیع پھیلا ہوا جنگل نما رقبہ تھا، جہاں درخت، جھاڑ جھنکار اور سبزے کی بہتات تھی، اس کو ہموار کر کے، بنا سنوار کر راول پارک کی صورت گری ہوئی ہے، اور قدرتی حسن کا ''آرٹی فیشل'' پیکر ''نقل مطابق اصل'' کے تحت ڈھالا گیا ہے۔

ہمارے ادارے کے احباب اہل علم کا فرصت ورخصت کے اوقات میں دو چار گھنٹوں کے لیے ادل بدل کر ان مختلف تفریحی مقامات پر وقتاً فوقتاً جانا ہوتا رہا ہے، اب کے بار خیال ہوا کہ اس خوش عیشی پر کافی عرصہ گزر گیا ہے، اس کی زکاۃ نکالنی چاہیے، جس کے لیے التبلیغ کے صفحات کا مصرفِ خیر موجود ہے، کیونکہ زکاۃ فاضل اور بڑھوتوی والے مال پر (نیز مال تجارت پر بھی) سالانہ بنیادوں پر ڈھائی فیصد کے تناسب سے عائد ہوتی ہے تو ضروری اسفار کے مقابلے میں یہ تفریحی اسفار بھی ایک طرح سے فاضل مال ہی ہیں، اور بنفس نفیس تفریح کر کے حظ اٹھانے اور لطف اندوز ہونے کے مقابلے میں اس کی روئیداد قلم بند کر کے دوسروں کو حظ پہنچانے کی مقدار بظاہر اتنی ہی ہوگی جتنی ساڑھے ستانوے سے ڈھائی کو نسبت ہے، اس لحاظ سے کماً وکیفاً یہ روئیداد اصل تفریح کے لیے زکاۃ کی ہی گویا حیثیت رکھتی ہے، ویسے آپس کی بات ہے اگر زکاۃ کا محض لفظ بھی کسی کی ''طبع نازک'' پر گراں گذرے تو وہ زکاۃ کی بجائے اس روئیداد کو گفٹ سمجھے۔

راولپنڈی میں ایوب پارک بھی ہوا خوری اور ہلکی پھلکی تفریح کے لیے اچھی جگہ ہے جبکہ جناح پارک (نزد چکلالہ اسکیم تھری) اور پبلک پارک (نواز شریف پارک مری روڈ) شہر اور آبادی کے بیچوں بیچ ہونے اور واردین کے مقابلے میں اپنی کم ظرفی یا تنگ ظرفی اور تنگ دامنی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دامنِ دل کو جلدی سے اپنی طرف نہیں کھینچتے، البتہ کالجیٹوں اور مستقبل کے معماروں کا معاملہ الگ ہے، جو باقی تفریحی مقامات کی طرح یہاں بھی شاداں وفرحاں گھومتے، اٹھکیلیاں کرتے اور اپنے جوبن کی بہارِ جانفزا بایں نازوانداز دکھلاتے نظر آتے ہیں۔ ع

مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں

یہ والدین کے جگر گوشے اور قوم کی امیدوں کے چراغ صبح کو بظاہر قلم وکتاب سے آراستہ ہو کر گھروں سے نکلتے ہیں لیکن ان میں سے بکثرت منچلے اور ''منچلیاں'' علم وکتاب سے سنجیدہ تعلق جوڑنے کے بجائے ''کتابی چہروں'' کی تلاش میں یا ایک عدد کتابی چہرے کے جلو اور ہمرکابی میں مختلف تفریحی مقامات اور ریفریشمنٹ سینٹرز کو مکتب عشق ٹھہرا کر وہاں قدم رنجہ فرماتے اور ابوابِ عشق کی مالا جپتے ہیں۔ ؎

جا کے مکتبِ عشق میں سبقِ مقامِ فنا لیا　　جو پڑھا لکھا تھا ذوق نے اسے صاف دل سے بھلا لیا

اس طبقہ عشاق کے ورودِ مسعود اور آمد و رفت سے یہ پبلک پارک اور تفریحی مقامات سارا سارا دن آباد و شاداب رہتے ہیں، یہ خزاں کے موسم میں ''پت جھڑ'' کے دنوں میں بھی ان باغات بے ثمر کو خزاں رسیدگی کا شکار نہیں ہونے دیتے، ان کے دم قدم سے اور کتابی چہروں کے سرو قد سے ایوب پارک سے لے کر راول جھیل پارک تک سب تفریح گاہیں باغ و بہار اور سدا بہار رہتی ہیں ع

اے خوشا سرو! کہ از بندِ غم آزاد آمدی

عصری دانش گاہوں کے یہ نوخیز جوڑے جب کسی درخت کے سائے میں، کسی پیڑ پودے اور بُوٹے کی چھاؤں میں زبانِ شوق سے ''حکایت مہر و وفا'' باہم سن، سنا رہے ہوتے ہیں، تو ان کی زبانِ حال پکار پکار کر کہہ رہی ہوتی ہے ع

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم　　الا حدیث یار کہ تکرار می کنیم

یا بزبان رومی

صد کتاب و صد ورق در نار کن　　روئے دل را جانب دلدار کن

ایک دفعہ کراچی میں چند احباب کے ہمراہ میرا پی اے ایف میوزیم میں جانا ہوا، وہاں کے وسیع و عریض پارک میں درختوں کے نیچے جابجا عشق و معرفت کی دکانیں لگی ہوئی تھیں یا شاید سجی ہوئی تھیں، پوچھنے والے کے پوچھنے پر کہ ''کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے'' یاد پڑتا ہے کچھ یوں جواب دیا تھا ؎

یہ راز اب کوئی راز نہیں سب اہلِ گلستاں جان گئے　　ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا

یہ چلتے پھرتے ''ال اور سیار موبائل مکاتب عشق اب عصری تعلیمی نظام یا نصاب کا ایک لازمی عنصر اور حصہ بن چکے ہیں اور بنتے جا رہے ہیں۔

یہ الگ بات ہے کہ یار لوگ ان غیر نصابی مشاغل کو بھی وزن شعری کے لیے ''مطالعاتی دورے، تعلیمی مذاکرات'' باندھتے اور گردانتے ہیں۔ ع

غلطیہائے مضامین نہ پوچھ غالب　　لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں

﴿بقیہ صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ہمارے شیخ حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ (قسط ۱)

مئورخہ ۵/صفر ۱۴۳۳ھ 31 دسمبر 2011ء کو جمعہ کا دن گزر کر شبِ ہفتہ کو ہمارے شیخ ومربی حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ کراچی میں رحلت فرما گئے۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ کی وفات سے ہم ایک بڑے بابرکت سایہ سے محروم ہوگئے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کے روحانی وایمانی فیض سے محروم نہ فرمائیں۔

حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ ان شخصیات میں سے تھے کہ جنہوں نے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی نہ صرف زیارت فرمائی، بلکہ ان سے استفادہ بھی فرمایا، اور براہِ راست بیعت و صحبت کا شرف حاصل کیا۔

اور پھر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت رحمہ اللہ کے متعدد خلفاء ومجازینِ صحبت اور دیگر اکابر سے استفادہ فرمایا۔

اس اعتبار سے آپ کا وجود ہم جیسوں کے لیے گویا کہ متقدمین اور سلفِ صالحین سے کڑی اور تعلق جوڑنے کا ذریعہ تھا، آپ کے بیانات ومواعظ اور گفتگو میں اکابر واسلاف کے ایسے ایسے واقعات اور حکایات سننے کو ملتے تھے جو زیادہ تر حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کے خود بیتے یا مشاہدہ شدہ ہوتے تھے جن کو حضرت والا کی زبان سے سن کر خاص کیفیت پیدا ہوتی تھی، اور اصلاح کا جذبہ پیدا ہوتا تھا۔

حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ نے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے بیعت وتعلق کا آخری دم تک وہ حق نبھایا کہ جس کا عام مریدوں سے تصور مشکل ہے، حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے آپ کو والہانہ محبت وعقیدت تھی، اور آپ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی تعلیمات وہدایات کو بہت اہمیت دیتے تھے۔

مجھے حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کی سب سے پہلے زیارت کرنے کا اس وقت اتفاق ہوا، جب آپ جلال آباد میں حضرت مسیح الامت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے یہاں تشریف لائے اور وہاں چند دن قیام پذیر رہے۔

یہ حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کی زندگی کا آخری دور تھا۔

حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کا قیام جلال آباد میں حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کے گھر والے مہمان خانے میں تھا، جہاں حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے خاص متوسلین ہی کا قیام ہوتا تھا، حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ آپ کا خاص خیال اور آپ کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے، اور اپنے شیخ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے ساتھ حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ اور آپ کے خاندان کے بزرگوں کے تعلق کا لحاظ فرماتے تھے۔

جب حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کی اصلاحی مجلس قائم ہوتی، جس میں سینکڑوں افراد شریک ہوتے تھے، حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ مجلس میں آگے اور حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے قریب سامنے بیٹھتے تھے، اور حضرت جلال آبای رحمہ اللہ کی مجلس کے دوران خطابِ خاص سے لطف اندوز ہوتے تھے، اصلاحی مجلس کے علاوہ دیگر مخصوص اوقات میں بھی آپ حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کی صحبت میں حاضر ہوتے اور راز و نیاز کے ماحول میں انفرادی گفتگو و ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے۔

اس زمانے میں میرا قیام حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ تھا، اور کچھ ٹوٹی پھوٹی خدمت کی توفیق حاصل ہوتی تھی، جب ضعف کے باعث حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ مسجد نہیں جاسکتے تھے، حضرت کے مجلس خانہ میں امامت کی سعادت بھی بندہ کو حاصل ہوتی تھی۔

اس کے علاوہ ان دنوں حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کی قیام گاہ کے متصل ''منی والی مسجد'' میں جمعہ کے دن قبل از نماز جمعہ میں حضرت والا کے حکم سے کچھ بیان کیا کرتا تھا، اس مسجد میں حضرت والا پنجگانہ نماز اور نمازِ جمعہ ادا فرماتے تھے، حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کی موجودگی میں بھی ایک دو مرتبہ بندہ کو بیان کرنے کا موقع ملا، جس پر حضرت نواب صاحب نے مسرت کا اظہار فرمایا۔

اس دوران حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ سے ابتدائی شناسی ہوگئی تھی، لیکن حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے تعلقات کے بارے میں زیادہ تفصیلات معلوم نہیں تھیں۔

البتہ حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کے حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ سے خصوصی تعلق اور آپ کے چہرہ، حلیہ اور شخصیت کو دیکھ کر دل یہ گواہی ضرور دیتا تھا کہ آپ صاحبِ نسبت اور صاحبِ دل انسان معلوم ہوتے

ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے پرکشش چہرہ اور حلیہ آپ کو عطا ہوا تھا، مزید براں آپ میں للّٰہی جلال و جمال کی جھلک بھی نمایاں طور پر محسوس ہوتی تھی۔ ؎

مردِ حقانی کی پیشانی کا نور　　　کب چھپا رہتا ہے پیشِ ذی شعور

(جاری ہے......)

قطراتِ اشک

مفتی محمد امجد حسین

(حضرت نواب محمد عشرت علیخان صاحب قیصر رحمہ اللہ کی جدائی پر)

قبائے نور میں سج کر، سراپا روح اب ہو کر	✿	چلے ہیں جانبِ عقبیٰ ہمارے حضرتِ قیصر
جو ضو افگن رہا چورانوے ہجری کے سالوں تک [1]	✿	ہوا گل وہ چراغِ دیں دسمبر کی شبِ آخر
لئے سوغات زہد و طاعت و تقدیس کی عشرت	✿	گیا شاداں و فرحاں اور جا پہنچا درِ دلبر
یہ کیسا سانحہ ہے، حزن کی کیسی گھڑی آئی؟	✿	اداسی چھا گئی ہے ہر در و دیوار کے اوپر
متاعِ دین و دانش لٹ گئی اہلِ نظر گریاں	✿	بچھی ہے ماتمی صف رو رہے محراب اور منبر
فقر کی سلطنت کے تاجور! تیری جدائی پر	✿	فسردہ ہیں جو بام و در، تو گریاں قصر شہ قیصر [2]
کفن کس پھول کا دیں اُس سراپا ناز کو یارو	✿	کہ موسم ہو گیا پت جھڑ، زمانہ ہے خزاں منظر
مشامِ جاں معنبر تھی فقیری [3] فیضِ نسبت سے	✿	زباں تھی اس مسیحا [4] دم کی کیا تسنیم کیا کوثر

جنیدِ وقت تھا شبلیِ دوراں بھی تھا امجد
شریعت کا طریقت آدمیت کا بھی وہ پیکر

---

[1] پیدائش رجب ۱۳۳۸ھ، وفات حسرت آیات ۵/صفر/۱۴۳۳ھ بمطابق 31 دسمبر 2011ء۔

[2] اسلام آباد میں آپ کے دولت کدہ کی طرف اشارہ ہے، جس پر قصرِ قیصر کی تختی لگی ہوئی ہے۔

[3] آپ کے مرشدِ اول حضرت مولانا فقیر محمد پشاوری رحمہ اللہ (وفات ۱۴۱۲ھ، اکتوبر 1991ء) مراد ہیں، جو کہ خلیفہ حضرت حکیم الامت کے خلیفہ ہیں۔

[4] آپ کے مرشدِ ثانی حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ (وفات ۱۴۱۳ھ، نومبر 1992ء) کی طرف لطیف اشارہ ہے، جو کہ خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں۔

مقالات ومضامین مفتی منظور احمد

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارت کرنے میں منجملہ اور حکمتوں کے ایک اہم حکمت یہ ہے کہ آپ کی امانت ودیانت، راست بازی وسچائی، اور زبان اور وعدہ کو پورا کرنا جیسی فاضلانہ صفات لوگوں کے سامنے آئیں جو نبوت کا ایک لازمی تقاضا ہیں اور دنیا کے انسانوں کے لئے بالعموم اور آپ کی امت کے لئے بالخصوص ایک نمونہ اور رہنمائی ہو۔ اور یہ معلوم ہو کہ کاروبار اور تجارت کی کامیابی اور ترقی کے لئے ان بنیادی تین صفات کا ہونا لازمی ہے ایک سچائی دوسری امانت اور تیسری وعدہ اور زبان کی پاسداری کرنا۔

آپ کی سچائی اور امانت تو اتنی واضح تھی کہ وہ معاشرہ جس میں آپ نے آنکھ کھولی تھی وہ بچپن سے لے کر وفات تک آپ کی امانت اور سچائی کو تسلیم کرتا تھا جس کی وجہ سے لوگ آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ کی سچائی کا ویسے تو معاشرے کا ہر فرد معترف تھا، لیکن اس کا باقاعدہ اعلان اللہ تعالی نے آپ کے دشمنوں سے اس وقت کروایا جب آپ نے اعلان نبوت سے پہلے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر قریش کے قبائل کو نام بنام پکارا، جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے یہ سوال کیا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ پہاڑ کے عقب میں ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا بے شک ہم نے آپ سے سوائے صدق اور سچائی کے کچھ دیکھا ہی نہیں۔ روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ :لَمَّا نَزَلَتْ :(وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَکَ الْأَقْرَبِينَ)صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا، فَجَعَلَ يُنَادِي :يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ -لِبُطُونِ قُرَيْشٍ -حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ، فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ، فَقَالَ : أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ، أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟ قَالُوا :نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْکَ إِلَّا صِدْقًا، قَالَ :فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ :تَبًّا لَکَ سَائِرَ الْيَوْمِ، أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا؟ فَنَزَلَتْ :(تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ) (بخاری، کتاب التفسیر، باب (وأنذر

عشیرتک الأقربین)حدیث: ۴۷۷۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ”وأنذر عشیرتک الأقربین“ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر چڑھے اور قریش کے قبائل کو اے بنی فہر! اے بنی عدی! کہہ کر پکارنے لگے یہاں تک کہ وہ جمع ہو گئے، جو شخص خود نہیں آسکتا تھا اس نے اپنے کسی قاصد کو بھیجا تا کہ یہ پتہ چلے کہ کیا معاملہ ہے تو قریش کے لوگ اور ابولہب آگئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے، کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ تو سب نے کہا کہ ہاں، ہم نے آپ کو سچ بولتے ہی دیکھا ہے۔تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک سخت عذاب سے ڈراتا ہوں تو ابولہب نے کہا تیرے لئے پورے دن تباہی ہو، کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ اس پر یہ سورت نازل ہوئی ”تبت یدا أبی لهب وتب، ما أغنى عنه ماله وما کسب الخ“

آپ کی امانت و دیانت داری بھی اس معاشرے میں مسلم تھی، یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ جو آپ کی جان کے دشمن تھے وہ بھی اپنی امانتیں آپ کے پاس ہی رکھواتے تھے اور عین اس وقت جب وہ لوگ آپ کو قتل کرنے کے لئے جمع تھے اور آپ ان کی ایذاؤں سے تنگ آکر اپنا شہر چھوڑ رہے تھے اس وقت بھی ان کی امانتیں آپ کے پاس جمع تھیں اور آپ نے اس وقت بھی ان کی امانتوں کی ادائیگی کا اہتمام فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے آپ نے ہجرت فرمائی (سیرۃ المصطفی ج۱ص۲۸۲)

اور آپ کی وعدہ اور زبان کی پاسداری کا اندازہ حضرت عبداللہ بن اُبوالحمساء رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

”بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعٍ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا فِي مَكَانِهِ، فَنَسِيتُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَجِئْتُ فَإِذَا هُوَ فِي مَكَانِهِ، فَقَالَ :يَا فَتًى، لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ، أَنَا هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ“ (سنن أبی داود، کتاب الآداب، باب فی العدة، حدیث: ۴۹۹۶)

”عبداللہ بن اُبی الحمساء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ آپ کی بعثت سے پہلے ایک بیع کی جس میں آپ کا بقایا میرے ذمے رہ گیا تو میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ میں اسی جگہ آپ کو لا کر دیتا ہوں، میں بھول گیا پھر مجھے تین دن کے بعد یاد آیا تو میں جب آیا تو آپ اپنی جگہ موجود تھے آپ نے صرف اتنا فرمایا جوان تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا، میں یہاں تین دن سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں''

اس ساری تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تجارت کو اختیار فرمایا ہے اس کا مقصد کوئی بھی ہو لیکن اس سے اتنا ضرور ثابت ہوا کی تجارت کا پیشہ بابرکت پیشہ ہے اور یہی بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ کی متعدد احادیث سے ثابت ہوتی ہے چنانچہ ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:

''تسعة أعشار الرزق في التجارة'' (المطالب العالية،باب الزجر عن الغش، ج۴ص ۳۷۴،رقم الحديث: ۱۴۸۷)

''رزق کے دس میں سے نو حصے تجارت میں ہیں''

اس حدیث سے واضح ہوا کہ اگر رزق کے دس حصے کیے جائیں تو ان میں سے نو حصے تجارت سے حاصل ہوتے ہیں اور ان نو کا ذریعہ تجارت ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ تجارت حصول رزق کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''يا معشر قريش !الا يغلبنكم الموالي على التجارة فان الرزق عشرون بابا ،تسعة عشر منها للتاجر ،وباب واحد للصانع .وما أملق تاجر صدوق الا فاجر حلاف مهين '' (كنز العمال ، كتاب البيوع ، ج۴ص ۳۳،رقم الحديث:۹۳۵۸)

''اے قریش کی جماعت کہیں غلام لوگ تجارت میں تم پر غالب نہ آ جائیں، کیونکہ رزق کے بیس دروازے ہیں جن میں سے انیس تاجر کے ہیں اور ایک رنگریز کا ہے، اور سچا تاجر محتاج نہیں ہوتا، مگر وہ جو فاجر، قسمیں کھانے والا، ذلیل ہو (محتاج ہوتا ہے)''

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ تجارت رزق کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے کیونکہ رزق جن بیس دروازوں سے آتا ہے ان میں سے انیس تجارت کے ذریعے کھلتے ہیں۔

﴿بقیہ صفحہ ۸۸ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

مقالات ومضامین　　ادارہ

کیپ ایبل کمپنی کے بارے میں انتباہ

کیپ ایبل ایشیاء کمپنی کے کاروبار کے شرعی حکم کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں ہمارے ادارہ غفران سے ایک جواب مؤرخہ ۱۵/صفر ۱۴۳۲ھ کو تحریر کیا گیا تھا، اور یہ جواب ماہنامہ التبلیغ ادارہ غفران کے شمارہ صفر ۱۴۳۲ھ میں شائع بھی ہوا تھا، جس میں اس کمپنی کے کاروبار کے وجود اور شرعی جواز کے مبہم، مشکوک اور غیر مطمئن ہونے کا اظہار کیا گیا تھا، اس کے چند ہی دِنوں کے بعد اس کمپنی کے بعض نمائندگان نے ادارہ غفران میں آ کر اپنی کمپنی کے وجود اور شرعی جواز پر اطمینان دِلانے کی کوشش کی تھی، جس پر اُن سے کچھ شواہد اور ثبوتوں کے فراہم کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا، ان حضرات نے ان مطلوبہ شواہد اور ثبوتوں کو جلد ہی فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا، ساتھ ہی دار العلوم کورنگی کراچی کے چند اہلِ علم حضرات کے نام بھی ذکر کئے تھے کہ وہ ان کی کمپنی اور کاروبار کی سرپرستی ونگرانی فرمارہے ہیں، لیکن تاحال ان حضرات کی طرف سے کوئی مطلوبہ ثبوت فراہم نہیں کیا گیا، اور دار العلوم کراچی کے ان اہلِ علم حضرات سے رابطہ کرنے پر ان کی طرف سے اس کمپنی کی سرپرستی ونگرانی کرنے کی بات بھی خلافِ حقیقت ثابت ہوئی۔

لیکن اس کے باوجود اس کمپنی کے کئی نمائندگان کے بارے میں یہ سُننے میں آتا رہا کہ وہ ہمارے متعلق یہ بات نشر فرمارہے ہیں کہ وہ ہمیں مطلوبہ شواہد اور ثبوت فراہم کرچکے ہیں، اور ہمیں اس کمپنی کے وجود اور کاروبار کے جواز پر اطمینان دلاچکے ہیں، جبکہ یہ بات بھی خلافِ واقعہ ہے، اس لئے اس تحریر کے ذریعہ سے ادارہ غفران کی طرف سے یہ انتباہ کیا جاتا ہے کہ کیپ ایبل کمپنی کے بارے میں ادارہ غفران کے دار الافتاء کے اہلِ علم حضرات کی رائے تاحال وہی ہے، جو صفر ۱۴۳۲ھ کے ماہنامہ التبلیغ میں شائع ہوچکی ہے، بلکہ دار الافتاء دار العلوم کورنگی کراچی سے جاری شدہ جو فتاویٰ اس کمپنی کے بارے میں ہماری نظر سے گزرے ہیں، ان میں بھی اس کمپنی کے وجود اور اس کمپنی کے کاروبار کے جواز کا واضح اور متعین حکم نہیں لگایا گیا۔

چنانچہ دار العلوم کراچی سے اس سلسلہ میں ایک فتویٰ جو جاری ہوا، اس میں مذکور ہے کہ:

یہ تو مذکورہ شقوں سے متعلق بحث تھی کہ وہ جائز ہیں یا نہیں، تاہم یہ سرمایہ لگانے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ سرمایہ لگانے سے پہلے اس بات کا اطمینان حاصل کرلیں کہ مذکورہ بالا شرائط

کے ساتھ حقیقت میں رقوم کسی کاروبار میں لگائی جارہی ہیں یانہیں؟

اور وہ کاروبار جائز بھی ہے یانہیں؟ اور اس کے روزمرہ کے معاملات بھی شریعت کے مطابق ہورہے ہیں یانہیں؟ نیز اگر کوئی ادارہ عوام سے بڑی مقدار میں رقوم لے رہاہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ملکی قانون کے مطابق ''سیکورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان''(SECP) میں اپنی کمپنی رجسٹرڈ کرائے اور اپنی کاروباری سرگرمیوں کا قانونی سرٹیفکیٹ حاصل کرے تاکہ عوام سے لی گئی رقوم کا تحفظ ہوسکے، لہٰذا اپنا سرمایہ لگانے والوں پر لازم ہے کہ اس سلسلے میں بہت احتیاط سے کام لیں، اور صرف اسی جگہ سرمایہ کاری کریں جو جائز بھی ہو، اور قانون کے مطابق بھی ہو تاکہ ملکی قانون کی خلاف ورزی کا گناہ لازم نہ آئے، اور ان کا حلال سرمایہ بھی محفوظ ہوسکے، کیونکہ اس سے پہلے اس طرح کے واقعات پیش آچکے ہیں کہ بظاہر جائز معاہدوں کی بناء پر اور بڑے حلال نفع کا لالچ دے کر لوگوں سے رقوم لی گئیں، لیکن بعد میں خُرد بُرد کر کے عوام کو ان کے سرمایہ سے محروم کردیا گیا.................واللہ سبحانہٗ أعلم

محمد جاوید حسن غفراللہ لہٗ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ۔ ۱۴ مئی ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ لہٗ	سید حسین	العبد عصمت اللہ
۱۴۳۲/۶/۱۰ھ	۱۴۳۲/۶/۱۰ھ	۳۲/۶/۱۱ھ

فتویٰ نمبر ۱۳۵۸/۶۶

مؤرخہ ۳۲/۶/۱۱ھ۔ ۲۰۱۱/۵/۱۵ء

اور دارالافتاء دارالعلوم کراچی سے جاری ہونے والا ایک اور فتویٰ مندرجہ ذیل ہے:

''Capable Asia'' کمپنی کے اصولِ مضاربت جن کی بناء پر وہ لوگوں سے رقوم لیتی ہیں، اگر وہ درست بھی ہوں (جس کی تفصیل منسلکہ فتویٰ ۱۳۵۸/ ۶۶ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے) تو محض اُصول وقواعد درست ہونے کی بناء پر اس کمپنی کے کاروبار کے جواز یا عدمِ جواز کا

حکم نہیں لگایا جاسکتا، بلکہ کسی کمپنی کے کاروبار کے جائز یا ناجائز ہونے کا مدار ان باتوں پر ہے کہ وہ کمپنی جن جائز معاہدوں کی بنیاد پر لوگوں سے رقوم لے رہی ہے وہ رقوم حقیقت میں کسی کاروبار میں لگائی جارہی ہیں یا نہیں؟ اور وہ کاروبار جائز بھی ہے یا نہیں؟ اور اس کے روزہ مرہ کے معاملات شریعت کے مطابق ہورہے ہیں یا نہیں؟ نیز وہ کمپنی قانونی تقاضوں کو پورا کررہی ہے یا نہیں؟

مذکورہ کمپنی کے کاروبار سے متعلق ہمیں علم نہیں کہ وہ کیا کاروبار کررہی ہے؟ اور اس کے روزمرہ کے معاملات بھی ہمارے سامنے نہیں ہیں، نیز حکومت کا یہ قانون ہے کہ اگر کوئی ادارہ عوام سے بڑی مقدار میں رقوم لے رہا ہے تو وہ ''سیکورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان''(SECP) میں اپنی کمپنی رجسٹرڈ کرائے اور اپنی کاروباری سرگرمیوں کا قانونی سرٹیفیکیٹ حاصل کرے تاکہ عوام سے لی گئی رقوم کا تحفظ ہوسکے، ہماری معلومات کے مطابق مذکورہ کمپنی ''SECP'' سے رجسٹرڈ بھی نہیں ہے، لہٰذا ان وجوہات کی بناء پر مذکورہ کمپنی کے کاروبار کے جواز یا عدمِ جواز سے متعلق ہم کوئی حکم نہیں لگاسکتے، جو شخص اس کمپنی میں رقم لگانا چاہے وہ اپنی ذمہ داری پر لگائے، نیز اس سلسلے میں منسلکہ فتویٰ بھی ملاحظہ فرمالیں۔۔۔۔۔۔۔

واللہ سبحانہٗ اعلم

محمد جاوید حسن غفر اللہ لہٗ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ-۲۳ مئی ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہٗ	سید حسین	العبد عصمت اللہ
۱۴۳۲/۶/۱۹ھ	۱۴۳۲/۶/۱۹ھ	۳۲/۶/۲۰ھ

فتویٰ نمبر ۶۴/۱۳۶۱

مؤرخہ ۳۲/۶/۲۰ھ-۲۰۱۱/۵/۲۴ء

اور ''سیکورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان''(SECP) کی طرف سے روزنامہ ایکسپریس، اسلام آباد میں

07 / جولائی/ 2011ء بروز جمعرات کو جو اعلان شائع ہوا، وہ درجِ ذیل ہے:

پھر انٹرنیٹ کے ذریعے سے SECP کی ویب سائیٹ کو ملاحظہ کرنے سے بھی اس نوٹس کی تصدیق ہوئی۔

یادرہے کہ کمپنی سے تعلق رکھنے والے بعض حضرات کی طرف سے ”سیکورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان“

Idara Ghufran

(SECP) کے مذکورہ اشتہار کے بارے میں یہ بات سُننے میں آ رہی ہے کہ انہوں نے اس اعلان کے بعد اپنی کمپنی کو سرکاری طور پر رجسٹرڈ کرالیا ہے۔

حالانکہ اولاً تو اس کمپنی کے کاروبار کے جواز کے لئے صرف رجسٹرڈ ہونا کافی نہیں؛ دوسرے کسی کمپنی کا صرف پرائیویٹ کمپنی کے طور پر رجسٹرڈ ہونا کافی نہیں، بلکہ عوامی فنڈنگ کے لحاظ سے ''سیکورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان'' (SECP) نامی ادارے کے تحت پبلک کمپنی کے طور پر رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے؛ تیسرے یہ دعویٰ اس وقت تک ناکافی ہے جب تک مذکورہ ادارہ کی طرف سے باقاعدہ اس کی تصدیق جاری نہ ہو۔

محمد رضوان

۲۸/صفر ۱۴۳۳ھ۔ 23/جنوری 2012ء

ادارہ غفران راولپنڈی

محمد یونس	محمد امجد	منظور احمد
۲۸/صفر ۱۴۳۳ھ۔	۲۸/صفر ۱۴۳۳ھ۔	۲۸/صفر ۱۴۳۳ھ۔
ادارہ غفران راولپنڈی	ادارہ غفران راولپنڈی	ادارہ غفران راولپنڈی

مذکورہ تحریر مرتّب کر کے ای میل کے ذریعے سے جناب مولانا مفتی سید حسین احمد صاحب زید مجدہٗ (دارالعلوم کراچی) کو ارسال کی گئی، جس کو مولانا موصوف نے ملاحظہ کیا، اور ای میل کے ذریعے سے مندرجہ ذیل رائے ارسال فرمائی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ خیرا۔

مکرمی جناب مولانا مفتی رضوان صاحب زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بندہ نے ارسال کردہ تحریر دیکھ لی ہے، بہت مناسب ہے۔ ہمارے علم کے مطابق کیب ایبل ایشیا کمپنی پبلک کمپنی کے طور پر رجسٹرڈ نہیں ہے۔ جبکہ لوگوں سے کاروبار کیلئے فنڈ وصول کرنے کیلئے قانونا پبلک کمپنی کے طور پر رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے۔ نیز ان کا کاروبار کسی اہلِ علم نے ابھی تک نہیں دیکھا، اور نہ اس کو شرعی اصولوں پر جانچا ہے، اس لئے لوگوں کو اجتناب کا مشورہ دینا ہی متعین ہے۔ ہمارے ہاں سے اس سے متعلق کئی فتاوی لکھے گئے ہیں کچھ آپ نے نقل کردیئے ہیں، بقیہ کی فائل بھی اٹیچ ہے۔ والسلام

سید حسین احمد دارالعلوم کراچی ۲۹/صفر ۱۴۳۳ھ۔ 24/جنوری 2012

مولانا مفتی سید حسین احمد صاحب زید مجدہم نے جو دارالعلوم کراچی کے مزید فتاویٰ ارسال فرمائے، ان میں سے ایک فتویٰ درجِ ذیل ہے:

استفتاء کے ساتھ جو سرٹیفکیٹ منسلک کیا گیا ہے، وہ غیر مصدقہ کاپی ہے، جس میں جعل سازی کا امکان موجود ہے، S.E.C.P نے ایکسپریس اخبار میں اطلاع عام کے عنوان سے ایک اشتہار دیا ہے، جس میں کیپ ایبل ایشیا کا نام لے کر کہا گیا ہے کہ یہ کمپنی ہمارے ہاں رجسٹرڈ نہیں ہے، اور یہ کمپنی معصوم لوگوں کو مارکیٹ سے زیادہ منافع دینے کا کہہ کر غیر قانونی طور پر رقوم وصول کر رہی ہے۔اس اطلاع میں عوام کو اس کمپنی میں سرمایہ لگانے سے باز رہنے کا مشورہ دیا گیا ہے(اس اطلاع کی کاپی منسلک ہے)

یہ اطلاع ۷/ جولائی/ ۲۰۱۱ء کو اخبار میں دی گئی ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کمپنی دسمبر ۲۰۱۰ء میں رجسٹرڈ ہو اور ایس ای سی پی کی طرف سے جولائی ۲۰۱۱ء میں اعلان آئے کہ یہ کمپنی ہمارے ہاں رجسٹرڈ نہیں ہے۔
نیز S.E.C.P کی ویب سائٹ پر رجسٹرڈ کمپنیوں کے نام موجود ہوتے ہیں، لیکن کیپ ایبل ایشیا کا نام ان میں موجود نہیں، اور جو رجسٹریشن نمبر دیا گیا ہے، وہ بھی وہاں تلاش کرنے سے نہیں ملا۔ان وجوہات کی بناء پر محض اس فوٹو کاپی کی بناء پر اس کمپنی کو ایس ای سی پی سے رجسٹرڈ تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔اور اس وجہ سے قطع نظر دوسری وجوہات کی بناء پر ہمارا سابقہ فتویٰ اب بھی برقرار ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

سید حسین احمد دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۹/شوال المکرّم ۱۴۳۲ھ ۲۸/ستمبر ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح: احقر محمود اشرف غفر اللہ لہٗ ۱۴۳۲/۱۰/۳۰ھ

فتویٰ نمبر ۸/۱۳۸۸ مؤرخہ ۳۲/۱۰/۳۰ھ۔ ۲۰۱۱/۹/۲۹ء

اور ایک فتویٰ درجِ ذیل ہے:

﴿۱﴾......S.E.C.P نے اپنے اعلان میں جس کیپ ایبل ایشیا کمپنی کے بارے میں اعلان کیا ہے، ہمارے علم کے مطابق اس سے یہی معروف کیپ ایبل ایشیا کمپنی مراد ہے، جس کے بارے میں آپ سوال کر رہے ہیں۔اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کمپنی کا نام وہ نہیں جو ایس ای سی پی نے اپنے اعلان میں ذکر کیا ہے، تو عرض یہ ہے کہ اس کمپنی کا اصل نام وہی ہے جو ایس ای سی

پی نے ذکر کیا ہے، جس کے دو ثبوت منسلک ہیں، ایک اس کمپنی کے قدیم مضاربت نامہ میں یہی نام درج ہے، دوسرا اس کمپنی کے بروشر میں بھی بعض ان ہی ناموں کا اندراج ہے جو ایس ای سی پی نے ذکر کئے ہیں (دونوں دستاویزات کی فوٹو کاپی منسلک ہے)

ممکن ہے بعد میں نام تبدیل کر دیا ہو۔لیکن ایس ای سی پی کی سائٹ پر جس رجسٹرڈ کیپ ایبل ایشیا کا نام درج ہے، اس میں کسی ڈائریکٹر کا نام مذکور نہیں، اس لئے یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وہی کمپنی ہے جس کے بارے میں آپ نے سوال کیا ہے۔دوسرا یہ کہ ویب سائٹ پر جن کمپنیوں کے نام کا ذکر کیا گیا ہے اس میں کسی کے ساتھ پبلک کمپنی کی تصریح نہیں۔اور لوگوں سے فنڈ جمع کرنے کی اجازت پبلک کمپنی کو ہوتی ہے۔ پرائیویٹ کمپنی کے لئے لوگوں سے فنڈ جمع کر کے کاروبار کرنا غیر قانونی ہوتا ہے۔اس لئے پبلک کمپنی کے طور پر رجسٹریشن ضروری ہے۔

﴿۲﴾......ہم نے رجسٹریشن کے حوالے سے جو بات لکھی ہے، وہ اس مقصد کے لے نہیں تھا کہ رقم کا تحفظ ہوجائے بلکہ اس لئے تھا کہ کاروبار غیر قانونی نہ رہے۔اور جائز امور میں حکومتِ وقت کی پابندی کا لحاظ رکھنا بھی چونکہ ضروری ہے اس لئے لوگوں سے رقم جمع کر کے کاروبار کرنے کے لئے حکومت سے رجسٹریشن کو ضروری قرار دیا گیا تھا۔

اور ہمارا اطمینان صرف رجسٹریشن سے مکمل نہیں ہوتا، جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ کاروبار شریعت کے مطابق بھی ہو رہا ہے یا نہیں؟

﴿۳﴾سابقہ فتویٰ میں یہ جملہ کہ ''جو شخص اس کمپنی میں رقم لگانا چاہے وہ اپنی ذمہ داری پر لگائے'' اس سے رقم کا تحفظ مراد نہیں بلکہ شرعی حوالے سے کاروبار کا جائز اور ناجائز ہونا مراد ہے کہ اپنے طور سے تحقیق کرے کہ اس کی رقم سے جائز کاروبار ہو رہا ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمارے پاس کمپنی کے کاروبار سے متعلق معلومات نہیں ہیں کہ کیا کاروبار ہو رہا ہے، کس طریقے پر ہو رہا ہے اور اس میں نفع کی تقسیم شریعت کے مطابق ہو رہی ہے یا نہیں وغیرہ۔

واللہ اعلم بالصواب

سید حسین احمد

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۵/محرم ۱۴۳۳ھ یکم/ دسمبر ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہٗ ۷/۱/۱۴۳۳ھ

فتویٰ نمبر ۱۴۰۱/۹۰ مؤرخہ ۷/۱/۳۳ھ۔۳/۱۲/۲۰۱۱ء

بسلسلہ: تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ محرم: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□...... ماہِ محرم ۴۵۵ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن حمدون سلمی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۹۸)

□...... ماہِ محرم ۴۶۰ھ: میں حضرت ابو منصور عبدالملک بن محمد بن یوسف بغدادی سوسنجردی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۳۳)

□...... ماہِ محرم ۴۶۰ھ: میں حضرت ابوجعفر محمد بن حسن بن علی طوسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۳۵)

□...... ماہِ محرم ۴۶۲ھ: میں حضرت ابو علی قاضی حسین بن محمد بن احمد مروذی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۲۶۲)

□...... ماہِ محرم ۴۷۳ھ: میں حضرت ابو علی محمد بن حسین بن عبداللہ بن احمد بن شبل بن اسامہ سامی بغدادی حربی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۴۱)

□...... ماہِ محرم ۴۷۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ حسین بن علی بن عمر بن علی انطا کی شافعی شاغوذی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۵۵۰)

□...... ماہِ محرم ۴۸۰ھ: میں حضرت ام الفضل فاطمہ بنت الحسن بن علی بغدادی عطار رحمہا اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۸۱)

□...... ماہِ محرم ۴۸۶ھ: میں حضرت ابوالاصبغ عیسیٰ بن سہل بن عبداللہ اسدی جیانی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۲۶)

□...... ماہِ محرم ۴۸۶ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن احمد بن یوسف بن جعفر بن عرفہ بن مامون بن مؤمل بن ولید بن قاسم بن ولید بن عتبہ بن ابوسفیان بن حرب بن امیہ اموی سفیانی ہکاری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۶۹)

□...... ماہِ محرم ۴۸۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن عمیر بن محمد بن عمیر عمیری ہروی

رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۷۱)

❏...... ماہِ محرم ۴۹۰ھ: میں حضرت ابونصر عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن یوسف اصبہانی سمسار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۳۵)

❏...... ماہِ محرم ۴۹۰ھ: میں حضرت ابوالفتح نصر بن ابراہیم بن نصر بن ابراہیم بن داؤد نابلسی مقدسی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۴۰)

❏...... ماہِ محرم ۴۹۴ھ: میں حضرت ابونصر محمد بن علی بن عبیداللہ بن احمد بن صالح بن سلیمان بن ودعان موصلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۶۷)

❏...... ماہِ محرم ۴۹۴ھ: میں ابوسعد محمد بن منصور خوارزمی کی وفات ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۸۹)

❏...... ماہِ محرم ۴۹۹ھ: میں حضرت ابومنصور محمد بن احمد بن علی بن عبدالرزاق بغدادی خیاط زاہد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۲۲۴)

Idara Ghufran

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

مفتی محمد رضوان

والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کا وبال (پانچویں وآخری قسط)

خاص والد کے ساتھ صلہ رحمی کی فضیلت واہمیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِضَاءُ اللّٰہِ فِیْ رِضَاءِ الْوَالِدِ وَسَخَطُ اللّٰہِ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ(صحیح ابنِ حبان،حدیث نمبر ۴۲۹، ج۲ص۱۷۲) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ والد کی رضامندی سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور والد کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ ناراضگی حاصل ہوتی ہے۔اس لئے والد کو راضی کرنے اور ناراضگی والی حرکتوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔والد کو ناراض کرنا بہت بُری بات ہے۔

مگر یہ اُس وقت ہے جبکہ والد کسی معقول وجہ سے ناراض ہو، اور اگر اللہ کا حکم پورا کرنے پر ناراض ہو، تو پھر اُس کی ناراضگی سے کوئی نقصان نہیں، کیونکہ یہ اصول شریعت کی طرف سے طے شدہ ہے کہ والدین بلکہ کوئی بھی مخلوق اگر خلافِ شرع کسی کام کا حکم کرے تو اس کام میں کسی کی فرمانبرداری جائز نہیں ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِکَ الْبَابَ أَوْ اِحْفَظْهُ(ترمذی، رقم الحدیث ۱۹۰۰)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ والد جنت کے دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ ہے، پس اگر چاہو تو اس دروازہ کو ضائع کرو، یا اس کی

---

[1] قال شعیب الارنؤط:یعلی ابن عطاء ھو العامری، ویقال :اللیثی الطائفی، ثقة من رجال مسلم، ووالده عطاء ذکره المصنف فی الثقات، وروی عن أوس بن أبی أوس، وابن عمرو بن العاص، وابن عباس، وغیرھم، قال ابن القطان :مجھول الحال، ما روی عنه غیر أبنه یعلی .وباقی رجاله ثقات(حاشیة صحیح ابنِ حبان)

حفاظت کرو (ترجمہ ختم)

فائدہ: والد کے جنت کے بیچ کا دروازہ ہونے کا مطلب محدثین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کا بڑا اوراچھا دروازہ ہے، اور والد کی اطاعت جنت میں داخلے کا بہترین ذریعہ ہے، بشرطیکہ وہ اطاعت شرعی حدود میں ہو، جیسا کہ گزرا (کذافی: مرقاۃ، ج۷ص ۳۰۸۹، کتاب الآداب، باب البر والصلۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيْهِنَّ :دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۹۰۵، واللفظ لہٗ؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۷۵۱۰ ،باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں، ایک مظلوم کی دعا، اور ایک مسافر کی دعا، اور ایک والد کی دعا اپنی اولاد کے متعلق (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ لَا تُرَدُّ، دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الصَّائِمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ (الدعوات الکبیر للبیھقی، رقم الحدیث ۶۴۷، باب من یرجی دعاؤہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دعائیں رد نہیں کی جاتیں، ایک والد کی دعا (اس کی اولاد کے متعلق) اور ایک روزہ دار کی دعا، اور ایک مسافر کی دعا (ترجمہ ختم)

اور حضرت اُمِ حکیم بنتِ خزاعیۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : دُعَاءُ الْوَالِدِ يُفْضِىْ إِلَى الْحِجَابِ (سنن ابن ماجه، رقم الحدیث ۳۸۶۳)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سُنا کہ والد کی دعا حجاب (اور پردہ) تک پہنچ جاتی ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ والد کی دعا کے قبول ہونے میں کوئی رُکاوٹ نہیں ہوتی۔

(کذافی : فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۴۱۹۸)

اور صلہ رحمی میں والدہ کا حق والد سے زیادہ ہے، اس لئے والدہ کی دعا بھی قبول ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

پس والدین کی بددعا سے بچنے اوراُن کی دعا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(کذافی:مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الدعوات)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی خثعم کی ایک عورت نے عرض کیا کہ:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا، لاَ يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

(بخاری، رقم الحدیث ۱۵۱۳، واللفظ لهٗ؛ مسلم، رقم الحدیث ۱۳۳۴)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! اللہ کا فریضہ جو اس کے بندوں پر حج سے متعلق ہے، اس نے میرے والد کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہیں جو سواری پر پوری طرح نہیں بیٹھ سکتے، کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں (ان کی طرف سے حج کرلو) یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهٗ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ، وَلَا الْعُمْرَةَ، وَلَا الظَّعْنَ، قَالَ: حُجَّ عَنْ أَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ

(ترمذی، رقم الحدیث ۹۳۰)

ترجمہ: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہیں جو حج اور عمرہ کرنے کی طاقت اور قوت نہیں رکھتے اور نہ سفر کرسکتے ہیں (اگر میں ان کی طرف سے حج کرلوں تو اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے والد کی طرف سے حج کرو اور عمرہ کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَحُجَّ قَالَ: أَرَأَيْتَكَ لَوْ كَانَ عَلٰى أَبِيْكَ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهٗ عَنْهُ قُبِلَ مِنْكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاللّٰهُ أَرْحَمُ حُجَّ عَنْ أَبِيْكَ

(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۴۱۷، باسناد صحیح)

ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں جو حج کرنے کی طاقت نہیں رکھتے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Idara Ghufran

فرمایا کہ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ اگر آپ کے والد پر قرض ہوتا اور آپ اُن کی طرف سے وہ قرض ادا کرتے، تو کیا وہ آپ کی طرف سے قبول کیا جاتا؟ اُس نے عرض کیا کہ بے شک! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں، آپ اپنے والد کی طرف سے حج کیجئے (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَحُجُّ عَنْ أَبِيْ؟ قَالَ: نَعَمْ حُجَّ عَنْ أَبِيْكَ، فَإِنْ لَمْ تَزِدْهُ خَيْرًا، لَمْ تَزِدْهُ شَرًّا (ابنِ ماجه، رقم الحديث ۲۹۰۴)

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا میں اپنے والد کی طرف سے حج کرلوں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں، اپنے والد کی طرف سے حج کرلیجئے، اس لئے کہ اگر آپ نے اُن کے حق میں کوئی بھلائی کا اضافہ نہ کیا تو اُن کے حق میں کوئی بُرائی بھی نہیں کی (ترجمہ ختم)

اس سے بوڑھے اور محتاج والد کی طرف سے حج کرنے کے ذریعہ سے صلہ رحمی کی اہمیت معلوم ہوئی۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَرُّوْا آبَاءَ كُمْ تَبَرُّكُمْ أَبْنَاؤُكُمْ، وَعِفُّوْا تَعِفُّ نِسَاؤُكُمْ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۱۰۰۲) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے باپوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو (ایسا کرنے پر) تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ حُسنِ سلوک کریں گے، اور تم (غیر عورتوں سے پرہیز کرکے) پاکدامن رہو (ایسا کرنے سے) تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ والدین اور بطورِ خاص والد کے ساتھ حُسنِ سلوک کی برکت سے اللہ تعالیٰ انسان کو حُسنِ سلوک کرنے والی اولاد عطا فرماتے ہیں۔ اور اگر کبھی اس کی خلاف ورزی ہو تو اس میں کوئی حکمت

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح غير شيخ الطبراني أحمد غير منسوب، والظاهر أنه من المكثرين من شيوخه فلذلك لم ينسبه، والله أعلم(مجمع الزوائد، ج۸ص۱۳۸، ۱۳۹)
وقال المنذري: رواه الطبراني بإسناد حسن ورواه أيضا هو وغيره من حديث عائشة (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۳۷۵۹، كتاب البر والصلة وغيرهما)

مثلاً آزمائش یا والدین کے ساتھ صلہ رحمی کرنے میں عملاً یا نیت کے اعتبار سے کوئی کوتاہی وغیرہ ہوتی ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ لِيُ مَالًا وَوَلَدًا، وَإِنَّ وَالِدِيُ يَحْتَاجُ مَالِيُ؟ قَالَ : أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ، فَكُلُوْا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ (سنن أبی داود، رقم الحديث ۳۵۳۰)

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال اور اولاد ہے، اور میرا والد میرے مال کا محتاج ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اور آپ کا مال آپ کے والد کا ہے، بے شک تم لوگوں کی اولاد تمہاری بہترین کمائی میں سے ہے، تو تم اپنی بہترین کمائی میں سے کھا سکتے ہو (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی مروی ہے۔

(کمافی: سنن ابن ماجہ، رقم الحديث ۲۲۹۱، عن جابر بن عبدالله، وصحيح ابن حبان، رقم الحديث ۴۱۰، ذِكْرُ خَبَرٍ أَوْهَمَ مَنْ لَمْ يُحْكِمْ صِنَاعَةَ الْعِلْمِ أَنَّ مَالَ الِابْنِ يَكُونُ لِلْأَبِ، عن عائشة)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں اس مضمون کی کچھ تفصیل آئی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ أَوْلَادَكُمْ هِبَةُ اللّٰهِ لَكُمْ، يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ إِنَاثًا، وَيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ، فَهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ لَكُمْ إِذَا احْتَجْتُمْ إِلَيْهَا (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۳۱۲۳)

ترجمہ: تمہاری اولاد تمہارے لئے اللہ کا ہبہ ہے، وہ جسے چاہتا ہے، لڑکی ہبہ کرتا ہے، اور جسے چاہتا لڑکا ہبہ کرتا ہے، پس وہ اور اُن کا مال تمہارا ہے، جب تمہیں اُن کے مال کی ضرورت ہو (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کا مال والد کے لئے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ والد کو ضرورت وحاجت کے وقت اپنی اولاد کے مال میں سے بقدرِ ضرورت استعمال کرنے اور کھانے کا حق ہے۔

یہ مطلب نہیں کہ والد کو اپنی اولاد کا مال بلاضرورت اور بلا اجازت لینا جائز ہے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ، کتاب النکاح، باب الاستبراء، فتح القدير لابن الهمام، کتاب النکاح، بَابُ نِكَاحِ الرَّقِيقِ، سلسلة الأحاديث الصحيحة وشیء من فقهها وفوائدها، تحت رقم الحديث ۲۵۶۴)

اس قسم کی احادیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ غریب اور محتاج والدین کا نان ونفقہ اولاد کے ذمہ واجب ہوتا ہے (کذافی: بدائع الصنائع، ج۴، ص ۳۰، کتاب النفقة، فصل فی نفقة الأقارب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا یَجْزِیُ وَلَدٌ وَالِدًا، إِلَّا أَنْ یَّجِدَہٗ مَمْلُوْکًا فَیَشْتَرِیَہٗ فَیُعْتِقَہٗ (مسلم، رقم الحدیث ۱۵۱۰؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۱۳۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اولاد اپنے والد کا بدلہ نہیں چکا سکتی، سوائے اس کے کہ اپنے والد کو مملوک (وغلام) پائے، پھر اُسے خرید کر آزاد کردے (ترجمہ ختم)

دوسری احادیث کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنے والد یا کسی بھی ذی رحمِ محرم غلام ومملوک رشتہ دار کو خرید لے، تو وہ خریدتے ہی آزاد ہوجاتا ہے۔

اور مذکورہ حدیث میں والد کے حق کی اہمیت کو بیان کرنا مقصود ہے۔ [1]

ایک روایت میں یہ قصہ آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل میں بیوی کو طلاق دینے کا حکم فرمایا، جس پر انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔

(کذافی: مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۲۵۳، شرح مشکل الآثار، رقم الحدیث ۱۳۸۶)

محدثین نے فرمایا کہ یہ حکم اُس وقت ہے کہ جب والدین کی طرف سے بیوی کو طلاق دینے کا حکم اس حالت میں ہو، جس حالت میں شریعت کی طرف سے طلاق دینے کی اجازت وحکم ہو۔

ورنہ شریعت کا حکم نہ ہونے کی صورت میں والدین کے حکم سے بیوی کو طلاق دینا جائز نہیں۔

(ملاحظہ ھو: شرح مشکل الآثار، تحت رقم الحدیث ۱۳۸۸، مرقاۃ، کتاب الایمان، باب الکبائر وعلامات النفاق، شرح السنۃ۔ للإمام البغوی، باب تحریم اللعب بالنرد)

---

[1] عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدَبٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ مَلَکَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَھُوَ حُرٌّ (ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۲۵۲۴)

(ملاحظہ ھو: مرقاۃ، کتاب العتق، باب إعتاق العبد المشترک وشراء القریب والعتق فی المرض)

علم کے مینار

مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام شافعی کا سفرنامہ (قسط۵)

(رحمه الله رحمة واسعة)

خلیفہ ہارون الرشید سے ملاقات

ہارون رشید کے زمانے میں میرا پھر عراق آنا ہوا، دارالسلام بغداد کے صدر دروازے (داخلی پھاٹک) میں قدم رکھا ہی تھا کہ ایک شخص (سیکورٹی اہلکار) نے مجھے روکا اور اچھے انداز میں نام و پتہ پوچھ کر اپنے پاس رجسٹر میں اندراج کیا، میں ایک مسجد میں گیا اور سوچتا رہا کہ ان اندراجات کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ رات کو میرا قیام مسجد میں ہی تھا کہ قریب نصف شب کے سرکاری اہلکار (پولیس) مسجد پر دھاوا کر کے آ گئے، اور لگے ایک ایک آدمی کو دیکھنے، جب مجھے دیکھا اور شناخت کیا تو پکار کر (سہمے ہوئے لوگوں کو) کہنے لگے، کچھ خوف واندیشہ نہ رکھو ،مطلوبہ بندہ مل گیا، پھر مجھے امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر کرانے کا کہہ کر اپنے ساتھ لے گئے۔

دارالامارہ پہنچ کر جب امیر المؤمنین پر میری نگاہ پڑی تو میں نے مسنون طریقے پر سلام کیا، امیر المؤمنین کو میرے سلام کا انداز اور لب ولہجہ پسند آیا، میرے سلام کا جواب دیا، اور فرمایا: تم اس بات کا زعم رکھتے ہو کہ تم ہاشمی ہو، میں نے جواب دیا! امیر المؤمنین ہر زعم اللہ کی کتاب میں باطل ہے، فرمایا تم کہتے تو ہو نا کہ ہاشمی ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا، فرمایا: اپنے بارے میں تفصیل بتاؤ (نام ونسب بتاؤ اپنا تفصیلی تعارف کراؤ) تو میں نے آباؤ واجداد کی ساری پشتیں گنوادیں، یہاں تک کہ اپنا نسب آدم علیہ السلام تک کہہ سنایا اور آدم کو مٹی سے جوڑ دیا، امیر المؤمنین کہنے لگے یقیناً یہ فصاحت وبلاغت، خوش بیانی اور طلاقت لسانی بنو عبد المطلب (ہاشمی) ہی کا حصہ ہے۔

فرمایا کیا تم پسند کرو گے کہ میں تمہیں مسلمانوں کا قاضی (چیف جسٹس) بنا کر اپنی حکمرانی میں حصہ دار بنالوں اور تم اللہ کے نبی کی سنت اور امت کے اجماع وتعامل کے مطابق اپنا اور میرا حکم رعایا میں نافذ کرو؟ میں نے جواب دیا کہ حکومت میں شراکت کے ساتھ زیر بار احسان رہ کر صبح سے شام تک بھی منصب قضا مجھے منظور نہیں۔ ع ہم نے جینا ہی نہیں بندۂ احساں ہو کر

یہ سن کر امیر المومنین آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کچھ اور دنیا کی چیز ہم سے قبول کرلو؟
میں نے عرض کیا جو کچھ نقدی ہدیہ آپ عطا کریں گے قبول کرلوں گا، تو امیر المؤمنین نے ایک ہزار درہم مجھے ہدیہ کرنے کا فرمان جاری کیا جو مجھے اسی وقت دے دیے گئے، واپسی پر خلیفہ کے خدام وغلام میرے درپے ہو گئے اور کہنے لگے اپنے انعام میں سے کچھ ہمیں بھی ہدیہ کریں، میری غیرت اور مروت نے ان کو خالی ہاتھ لوٹانے کی اجازت نہ دی تو میں نے بشمول اپنی ذات کے ان سب مانگنے والوں کی تعداد کے بقدر کل رقم کے حصے بنا کر سب کو برابر برابر دے دیے اور میرے پاس بھی اتنا ہی بچا جتنا فی کس میں نے انکو دیا تھا۔
شاہی دربار سے واپس میں اسی مسجد میں آ گیا (جو بادشاہوں کے بادشاہ کا دربار ہے) صبح کی نماز ایک نوجوان امام نے پڑھائی جس کی قرات تو عمدہ تھی لیکن علم کم تھا، نماز میں سہو ہو گیا مگر اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے؟ (سجدہ سہو کرے یا نماز لوٹائے) اس نے اسی طرح نماز پوری کرلی۔
میں نے اس سے کہا دوبارہ نماز پڑھایئے یہ نماز تم نے سب کی فاسد کردی، اس نے دوبارہ نماز پڑھائی۔

کتاب الزعفران وجہ تسمیہ اور سبب تالیف

نماز کے بعد میں نے اسے کہا! قلم کاغذ لاؤ! تاکہ تمہارے لیے نماز کے احکام اور سجدہ سہو کے مسائل لکھ دوں؟ وہ لے آیا، اللہ تعالیٰ نے میرا ذہن کھول دیا، میں نے کتاب وسنت اور اجماع امت کے مطابق ایک کتاب لکھ دی جو چالیس حصوں (اجزاء) میں پوری ہوئی، اور یہ کتاب اسی (نوجوان امام) کے نام سے موسوم کی ''کتاب الزعفران'' اس تالیفی کام کی وجہ سے میرا عراق میں قیام تین سال پر محیط ہوا۔

امام شافعی نجران کے وزیر زکاۃ وعشر

اس دوران ہارون رشید نے مجھے بہ اصرار نجران کی زکاۃ کا عامل بنا دیا تھا، اس عرصہ میں ایک دفعہ حاجی لوگ حج کر کے حجاز سے واپس آرہے تھے میں ان سے حجاز کے حالات معلوم کرنے گیا (ایک قافلہ حاجیوں کا مجھے ملا) میں نے دیکھا کہ ایک اونٹ پر قبہ میں ایک شخص بیٹھا ہوا ہے (یہ گویا کہ وی آئی پی پروٹوکول کے ساتھ کوئی متمول ومعزز شخص تھا، جو شریکِ قافلہ تھا) میں قریب گیا اشارے سے سلام کیا، سوار نے ساربان کو اونٹ روکنے کا کہا، اور میری طرف متوجہ ہو گیا، میں نے امام مالک اور حجاز کے حالات اس سے پوچھے، اس نے کہا بہار وخزاں کی گردش حسبِ معمول جاری ہے (حالات معمول پر ہیں، امام کی زندگی معمول کے مطابق گذر رہی ہے) ع تو لے گئے ہیں چمن میں بہار وخزاں سے ہم

میں نے امام مالک کے بارے میں مزید پوچھا، تو وہ صاحب کہنے لگے مختصر بیان کروں یا مفصل؟ میں نے کہا! اختصار پر مبنی کلام ہی بلیغ ہوتا ہے، کہنے لگا: ہاں، امام مالک تندرست ہیں اور بڑے کنبے والے خوش حال، فارغ البال ہوگئے ہیں، یہ سن کر مجھے اشتیاق پیدا ہوا کہ جس امام عالی مقام کو میں فقر و فاقہ کی حالت میں دیکھ چکا ہوں آج خوش حالی کی حالت میں بھی ضرور دیکھنا چاہیے، میں زعفرانی (وہی نوجوان جو کتاب الزعفران کی تالیف کا باعث بنا، بلکہ جس کی نماز کا فساد اہل سنت کے چار مذاہب میں سے ایک کی تدوین وتشکیل کے آغاز کا سبب ہو) کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تیرے پاس اتنا مال ہے کہ میرے سفر کا توشہ فراہم ہو جائے؟ کہنے لگا کہ مال تو جو کچھ میرے پاس ہے سارے کا سارا ہی لے لیجیے؟ مگر آپ کی جدائی اہل عراق پر بالعموم اور مجھ پر بالخصوص بہت شاق گذرے گی، کچھ بات چیت کے بعد میں نے اس کے مال سے بقدر ضرورت لیا اور علاقہ ربیعہ کی جانب سفر کا آغاز کیا۔

......غیرت ہے بڑی چیز......

جمعہ کے دن میں مقام حران پہنچا، جمعہ کے دن غسل کی فضیلت کے حصول کے خیال سے میں حمام میں گیا، سر پر پانی ڈالا تو احساس ہوا کہ سفر نے پراگندہ حال ہونے کے ساتھ پراگندہ بال بھی کر دیا ہے، تو یہ سوچ کر کہ ایک سنت کے ساتھ ساتھ دوسری سنت (بال کاٹنا) بھی زندہ کی جائے، حجام کو طلب کیا، حجام نے ابھی حجامت شروع ہی کی تھی کہ شہر کا کوئی رئیس آدمی حمام میں نازل ہوا اور حجام کو یاد فرمایا، حجام مجھے اسی حالت میں چھوڑ کر اس امیر آدمی کے چرنوں میں پہنچ گیا، جب وہاں سے فارغ ہوا تو میرے پاس آیا میں نے اس سے حجامت بنوانے سے انکار کر دیا، وہ (کھسیانا ہو کر) جانے لگا تو میرے پاس جتنے دینار موجود تھے ان میں سے بہت سے اس کے ہاتھ پر دھرتے ہوئے کہا: یہ لے لو مگر خبردار کبھی کسی پردیسی کو حقیر مت سمجھنا، حجام حیرت سے مجھے دیکھنے لگا (حجامت بنوانے پر بھی اس کی مزدوری ایک دینار نہ بنتی ہو گی بلکہ ایک آدھ درہم بنتا ہو گا، عموماً ایک دینار میں دس درہم ہوا کرتے تھے، جبکہ یہاں بغیر حجامت بنوائے کئی دنانیر "فری فنڈ" میں اس "کمی" کو مل رہے تھے جس نے شاید ایسے ہی ایک آدھ دینار کے لیے یہ گھٹیا حرکت کی تھی) فوراً حمام کے دروازے پر ایک بھیڑ لگ گئی اور لوگ مجھے ملامت کرنے لگے کہ اتنی بڑی رقم حجام کو کیوں دے دی؟ ادھر یہ ماجرا تھا، ادھر حمام سے ایک اور رئیس شہر نکلا، اس کے سامنے سواری حاضر کی گئی، وہ سوار ہو چکا تھا کہ اسی دوران ہجوم کے ساتھ میری بات چیت کچھ اس کی کانوں میں پڑی تو وہ اتر پڑا اور مجھ سے پوچھنے لگا آپ شافعی ہیں؟

(اصحابِ کمال کی غائبانہ شہرت ہواؤں کے دوش پر سوار ہو کر مثل خوشبو کے جابجا پھیل جاتی ہے) میں نے اثبات میں جواب دیا تو امیر آدمی نے سواری کی رکاب میری طرف کر دی اور عاجزی سے کہنے لگا ''اللہ کے لئے سوار ہو جایئے'' میں سوار ہو گیا، غلام سر جھکائے آگے آگے چل رہا تھا یہاں تک کہ رئیس کا دولت کدہ آ گیا ؎

اے غمِ زندگی تیرا شکریہ میں کہاں کہاں سے گذر گیا

تھوڑی دیر میں رئیس (صاحبِ خانہ) بھی پہنچ گیا اور میرے اپنے گھر آنے پر بڑی خوشی کا اظہار کرنے لگا، پھر کھانے کا دستر خوان لگ گیا اور ہمارے ہاتھ دھلائے گئے مگر میں نے کھانے کی طرف نہ ہاتھ بڑھایا نہ منہ لگایا (کنارہ کش رہا) رئیس نے پوچھا ابوعبداللہ! کیا کر رہے ہو؟ کیا وجہ ہے؟ میں نے جواب دیا کہ تیرا دانہ پانی مجھ پہ حرام ہو جب تک میرے ساتھ اپنی شناسائی کا حال بیان نہ کرو؟ (کہ تم کیوں کر مجھے جانتے ہو) رئیس نے جواب دیا: بغداد میں جو کتاب ''الزعفران'' آپ نے لکھ کر سنائی تھی تو سننے والوں میں ایک میں بھی تھا، اس طرح آپ میرے استاد ہوئے، اس پر میں نے کہا: واقعی علم حاملینِ علم کو باہم جوڑتا ہے۔

پھر میں نے بہ تمام خوش دلی وانبساط کھانا تناول کیا کہ ایسا سرور اپنے ابناءِ جنس اہل علم کے ساتھ ہم نوالہ وہم پیالہ ہو کر کھانے میں ہی آ سکتا ہے، میں تین دن اس رئیس کے ہاں مہمان رہا، چوتھے دن اس نے کہا میرے چار گاؤں موجود ہیں اور یہ گاؤں ایسے سرسبز وشاداب ہیں جن کی اس پورے علاقے میں نظیر نہیں، اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ یہاں ہی رہ بس جائیں تو یہ سب گاؤں آپ کے لیے ہدیہ (گفٹ) ہیں، میں نے کہا اگر اپنی یہ کل جاگیر مجھے دیدو گے تو خود کیسے گذر بسر کرو گے؟

تو وہ کچھ صندوقوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا ان میں چالیس ہزار درہم ہیں ان سے کوئی تجارت کر لوں گا، میں نے کہا لیکن خود مجھے یہ سودا منظور نہیں کہ میں نے وطن، گھر بار، علم ودین کے لیے چھوڑا ہے (نہ کہ دولت کمانے کے لیے) ایسا علم جو دنیا آخرت میں میرے لیے ہر دلعزیزی، مقبولیت اور عافیت و سلامتی کا باعث ہو، اس پر رئیس نے کہا کہ چلیں پھر یہ نقد ہی قبول فرمالیں، اس پر میں نے چالیس ہزار کی وہ رقم قبول کر لی اور حران سے اس حال میں کوچ کر رہا تھا کہ میرے آگے پیچھے مال وسامان کے بوجھ لدے ہوئے جا رہے تھے، دورانِ سفر اصحاب حدیث (محدثین) احمد بن حنبل، سفیان بن عیینہ، اوزاعی وغیرہ سے ملاقاتیں ہوئیں میں نے ان سب کو حسب مقدور ومقدر اس مال میں سے دیا۔ (جاری ہے......)

تذکرۂ اولیاء (تذکرہ مولانا رومی کا: قسط ۱۸) مفتی محمد امجد حسین

اولیاءکرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

اقبال ورومی

مریدِ ہندی

پڑھ لیے میں نے علوم شرق وغرب
روح میں باقی ہے اب تک دردوکرب

پیرِ رومی

دست ہر نا اہل بیمارت کند
سوئے مادر آ کہ تیمارت کند

مطلب......نا اہل اور عطائی معالجین اور اطباء کے ہاتھوں تیرا مرض بڑھتا ہی چلا گیا، اپنی شفیق ومہربان ماں کے آغوش میں آ کہ تیری چارہ گری کرے۔

توضیح...... مادی وطبعی علوم مادہ پرستوں، آخرت فراموش اور خدا نا آشنا انسانوں، دانش گاہوں، عصری اداروں، مغربی طرز زندگی اور دستور حیات پہ مبنی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے اور پڑھ کر ڈاکٹر، انجینیئر، بینکار، اکنامسٹ، سیاست دان، اور سکالر بننے کے باوجود روح میں تشنگی کیوں ہے، شخصیت میں ادھورا پن ہے، معاشی فارغ البالی، دولت وشہرت اور جاہ ومنصب حاصل ہونے کے باوجود روحانی اضطراب اور بے سکونی کیوں ہے؟ جواب ملتا ہے کہ جس طرح ظاہری وجسمانی مرض کی تشخیص اور مریض کا علاج حاذق طبیب اور فن طب میں کامل دست گاہ رکھنے والا معالج ہی کر سکتا ہے، نا اہل سے علاج کرانے سے نہ مرض کی تشخیص ہو سکے گی نہ بیماری کا ازالہ، بلکہ بے موقع دواومعالجہ سے بیماری بڑھے گی اور مرض میں پیچیدگی پیدا ہوگی، اسی طرح قلب وروح کے امراض اور کھلی چھپی علتوں کا معاملہ ہے، جن کی نگاہ محسوسات ومادیات سے آگے ہی نہیں بڑھتی، غیبی حقائق سے جو یکسر غافل وانجان ہیں، روح انسانی کی حقیقت، اس کی غذا وضروریات سے جو منکر وجاہل ہیں وہ محسوسات ومادیات میں جتنی بھی درک رکھتے ہوں طبیعی قوانین خواہ کتنے ہی ان کو نوک زبان ہوں وہ ہستی وذات کی تکمیل سے عاجز ہی رہیں گے، روحانی تشنگی وہ دور نہیں کر سکتے، وہ خود ادھوری شخصیت کے حامل اور انسانیت کے ادھورے تصور سے واقف ہیں، ان کے چرنوں میں بیٹھ کر ان کے مادی واقتصادی اور سفلی وطبعی دانش کدوں سے گذر کر کوئی

Idara Ghufran

انسان بھی معرفتِ ذات اور طمانیتِ قلبی نہیں پا سکتا، مقامِ انسانیت کے مطلوبہ فطری درجہ تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا، اس لیے ضرورت ہے کہ ماں کی طرح شفیق و مہربان طبیب اور مسیحا کے شفاخانے کی طرف رجوع کرتا کہ وہ تیرے اس بگڑے ہوئے مرض کی تشخیص و علاج کر کے تیرے مزاج و طبیعت کو اعتدال پہ لائے، اور وہ شفیق مسیحا خدا اور خدا کا رسول، قرآن اور سنت کی تعلیمات ہیں، ان سے آگہی اور ان تعلیمات کے حاملین اہلِ دل کی صحبت ہے، کہ دین کے اس شفاخانے میں روح و بدن دونوں کی غذائیں اور ضروریات ملحوظ رکھی گئی ہیں، اور سارے روحانی و نفسانی امراض کی تشخیص اور علاج کا انتظام کیا گیا ہے۔

مریدِ ہندی

اے نگہ تیرے دل کی کشاد　　　کھول مجھ پر نکتہ حکمِ جہاد

پیرِ رومی

نقشِ حق را ہم بامرِ حق شکن　　　بر زجاجِ دوست سنگِ دوست زن

مطلب...... اللہ کے بنائے ہوئے نقشے کو اللہ ہی کے حکم سے توڑ پھوڑ ڈال، یار (اللہ) کے آئینہ کو یار کے دیے ہوئے پتھر سے پاش پاش کر۔

توضیح...... مریدِ ہندی پوچھتے ہیں اے صاحبِ نظر روشن ضمیر پیر و مرشد حکمِ جہاد کی کیا فلاسفی ہے؟ بظاہر تو خونریزی ہے؟ جواب ملتا ہے کہ کفر اور کفر کا پورا نظام بھی خدا کا پیدا کردہ اور اس کی مخلوق ہے اور اس کی قدرت کے مظاہر میں سے ہے، گو اس کے ساتھ اللہ کی رضا اور پسندیدگی متعلق نہیں (اس بحث کا میدان علمِ کلام کا لٹریچر اور ذخیرہ ہے کہ خالق اور مالک تو ہر چیز کا اللہ تعالیٰ ہے، خواہ حیوانات ہوں نباتات یا جمادات ہوں، اور خواہ مسلمان ہوں کافر ہوں اور خواہ اسلام ہو یا کفر ہو اور خواہ اچھے اعمال ہوں یا برے اعمال ہوں، اہلِ سنت کا مشہور عقیدہ ہے جو ان کو معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں سے ممتاز کرتا ہے کہ انسان کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے نیز اللہ کے علم اور ارادے کے بغیر کوئی کام بھی نہیں ہوسکتا، لیکن اچھے کاموں کے ساتھ ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ اللہ کی تخلیق، علم اور ارادہ متعلق ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کی رضا اور خوشی بھی متعلق ہوتی ہے، جبکہ کفر اور کفریہ اعمال اور برے کاموں کے ساتھ اللہ کی تخلیق، علم اور ارادہ تو متعلق ہوتا ہے لیکن رضا متعلق نہیں ہوتی، یہیں سے ایمان اور کفر کے دائرے تخلیق و ارادہ میں مشترک ہونے کے باوجود الگ ہوجاتے ہیں اور شریعتوں کا پورا نظام وجود میں آتا ہے، اور ایمان و کفر، ہدایت و ضلالت، فرمانبرداری و نافرمانی، کی حد بندیاں طے ہوجاتی ہیں) جہاد کا حکم کفار سے لڑنے، ان کے غلبہ کو توڑنے اور ان کے خون بہانے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

تو یہ ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنا پیدا کیا ہوا، بنایا ہوا شیشہ توڑنے کے لیے اپنا پیدا کردہ پتھر اپنے کسی بندے کو حوالے کریں اور حکم کریں کہ اس پتھر سے جو ہم تمہیں دے رہے ہیں یہ شیشہ یا یہ ہیرا یا قیمتی موتی توڑ دو، تو اس وقت عقلمندی وسعادت مندی اور عبدیت وغلامی کا تقاضا یہ ہوگا کہ شیشہ کے قیمتی ہونے پر نظر نہ کی جائے بلکہ حکم دینے والا جتنا عظیم مالک ہوگا اس کے حکم کی عظمت پر نظر کی جائے، شیشہ توڑنا جبکہ خود شیشے کا مالک اسے تڑوانا چاہے کوئی برا نہیں لیکن اس کا حکم توڑنا برا ہے، اس پر اگر وہ سزا دے تو حق بجانب ہے، یہ عذر نہیں چلے گا کہ آپ کا شیشہ یا موتی انمول تھا میں کیوں توڑتا آپ کا نقصان کیوں کرتا؟ مالک کے حکم سے بڑی کوئی چیز نہیں۔

مریدِ ہندی

ہے نگاہِ خاوراں مسحورِ غرب — حور جنت سے ہے خوشتر حورِ غرب

پیرِ رومی

ظاہر نقرہ گر اسپید است ونو — دست وجامہ ہم سیاہ گردد ازو

مطلب...... چاندی کی ظاہری صورت خوبصورت وسفید ہے، لیکن یہ چاندی اپنی رگڑ سے ہاتھ اور کپڑوں کو سیاہ وداغدار کر دیتی ہے۔

توضیح...... اقوامِ مشرق پہ مغرب کی مادہ پرستی اور ظاہری چمک ودمک کا جادو ایسا چل گیا ہے کہ مسلمانوں نے آخرت کے ذوق وشوق، جنت اور اس کی نعمتوں، حور وقصور غرضیکہ ایمان واعمال صالحہ پر جو مرنے کے بعد بڑے بڑے انعامات اور ہمیشہ کی کامیابی کا وعدہ ہے اس کو دنیا کی چند روزہ فانی لذتوں اور وقتی خوش عیشیوں کی بھینٹ چڑھا دیا، خواہ یہ وقتی لذتیں جو تہذیب مغرب نے ان کو سکھائی پڑھائی ہے ایمان کی قربانی دے کر آخرت کی نعمتوں سے محروم ہو کر ہی ہاتھ آئیں۔ جواب ملتا ہے کہ ان وقتی خوش عیشیوں ،نقش ونگار، بے پردگی وعریانی، اور نسوانی حسن کی دلربائی کی مثال جس پہ یہ لوگ لٹو ہو رہے ہیں اور ان چیزوں کے حصول کے لیے دین وایمان، مذہب وعقیدہ، اپنی روایات اقدار سب کچھ تج دینے پر تیار بیٹھے ہیں، ایسی ہے جیسے چاندی بظاہر سفید وخوبصورت معلوم ہوتی ہے لیکن رگڑنے اور ملنے سے ہاتھ اور جسم کو کالا کرتی ہے۔ داغ چھوڑتی ہے، یہ وقتی لذتیں اور حرام خوشیاں اور حسن کی دلفریبیاں انسانی روح کو داغدار اور شخصیت وکردار کو کھوٹا کر دیتی ہیں، ایسا آدمی پاکیزہ زندگی سے اور پاکیزہ لذتوں سے اور دنیا وآخرت کی حقیقی ودائمی مسرتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

مریدِ ہندی

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں! ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں

پیرِ رومی

مرغ ہر نارستہ چوں پرّاں شود طعمہ ہر گربہ ٔ درّاں شود

توضیح......ہماری نئی نسل کے دین وایمان شخصیت وکردار اور مشرقیت واسلامیت ذوق ومزاج کو بگاڑنے والی سب سے پہلی اور سب سے بڑی چیز یا بالفاظ دیگر تہذیبِ فرنگ کا سب سے بڑا جال ان کو شکار کرنے کے لیے جدید تعلیم گاہیں اور مغربی تعلیمی سسٹم ونظام ہے، جواب ملتا ہے کہ پرندے کے جب تک بال وپر پورے طور پر نہ اُگ آئیں اور اس کے اعصاب، پٹھے، دل وجگر، پاؤں اور پَر پورے طور پر مضبوط نہ ہوں اور وہ اڑنے کی کوشش کرے گا تو یقیناً بلی کی درندگی کی نذر ہو جائے گا۔ ہم اپنی نوخیز نسلوں کو تعلیم وتربیت کے ابتدائی مرحلے میں ہی جب کہ ان کے قلوب واذہان کچے ہوتے ہیں (جو چیز اچھی یا بری ان کے دماغ میں انڈیلی جائے تو اس کا اثر قبول کریں گے) غیروں کی اس غارت گر تہذیب اور نظامِ تعلیم کے حوالے کر دیتے ہیں تو اس کے یہی نتائجِ بد سامنے آئیں گے، ہماری نسل رنگ ونسل اور شکل وصورت میں تو ہماری نسل ہوگی، لیکن ذوق ومزاج، سوچ وفکر، تصوراتِ زندگی اور طرزِ زندگی میں مغرب زدہ ومغرب پرست ہوگی، اس میں صرف وہ موردِ الزام نہیں ہم خود بھی اس کے ذمہ دار ہیں۔

مریدِ ہندی

تا کجا آویزش دین ووطن جوہرِ جان پر مقدم ہے بدن

پیرِ رومی

قلب پہلو می زند باز ربشب انتظار روزمی دارد ذہب

مطلب......رات کے اندھیرے میں سونے چاندی سے پہلو تہی کرنے والے کو دن کا انتظار کرنا چاہیے تا کہ اسے سونے کی قدر وقیمت معلوم ہو۔

توضیح......دین ووطن کی آویزش کب تک جاری رہے گی (وطن پرستی کا بت مغرب ومشرق میں پچھلی صدی میں بھر پور طریقہ پر پوجا گیا ہے) روح پر بدن کو فوقیت دی جارہی ہے، اسلام مذہب وعقیدہ کی بنیاد پر ایک امت کا تصور دیتا ہے جس میں شرقی، غربی، کالے، گورے کی ایک دوسرے پر تمیز اور فوقیت کوئی معنی

نہیں رکھتی، جبکہ مغرب کی مادی تہذیب نے زبان ووطن، ملک اور علاقہ اور رنگ ونسل کی بنیاد پر انسانوں کو تقسیم کرنے کا منحوس فلسفہ پیش کر کے قوموں کو ایک دوسرے سے لڑایا ہے، اور پچھلی صدی میں اس بنیاد پر دو عظیم جنگوں میں کروڑوں انسانوں کا خون پانی کی طرح بہایا ہے۔ جواب ملتا ہے کہ اندھیرے میں سونے کی قدر و قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا، دن کی روشنی ہونے پر پتہ چلتا ہے کہ جس چیز کو ٹھیکرا سمجھ کر ٹھکرایا گیا وہ تو قیمتی ہیرا تھا، تو دینی یکجہتی اور اسلامی تصور وحدت کی قدر و قیمت یا تو آخرت میں معلوم ہوگی یا اس انمول اسلامی نظریہ کو گم کر کے جب امت تتر بتر اور منتشر ہوجائے دوسروں کی دست برد کا شکار ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے تو تب اس تصور امت اور نظریہ وحدت امت کی قدر و قیمت کا پتہ چلے گا، بعد میں ترکوں اور عربوں نے عرب قومیت پرستی کا اور ترکی قوم پرستی کا انجام دیکھ لیا تھا، **خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ھو الخسران المبین**۔ مٹھی بھر اسرائیل کے ہاتھوں ساٹھ کے عشرے میں مصر وشام کے قوم پرستوں کی جب ٹھکائی ہوئی تو قوم پرستی کے غبارے سے ساری ہوا نکل گئی۔

مریدِ ہندی

سرِّ آدم سے مجھے آگاہ کر — خاک کے ذرّے کو مہر و ماہ کر!

پیرِ رومی

ظاہرش راپشہ آرد بچرخ — باطنش آمد محیط ہفت چرخ

مطلب......انسان کا ظاہری بدن کائنات کی وسعتوں کے سامنے ایک حقیر تنکا ہے، لیکن اس کی روح کی وسعتیں سات آسمانوں کو محیط ہیں۔

توضیح......انسان کا ظاہری وجود اور گوشت پوست کا بدن اس مادی کائنات اور اس کے بے کراں فضاؤں میں ایک بہت حقیر مادی وجود اور ایک معمولی ذرہ کی حیثیت رکھتا ہے، بے کراں خلاؤں میں گردشِ کناں بڑے بڑے کروں اور ستاروں کو تو چھوڑیے خود اس کرہ زمین کے دریا، پہاڑ، سمندروں، اور عظیم الجثہ درند، پرند چرند، کے سامنے اس کا پانچ سات فٹ کا وجود کیا بیچتا ہے لیکن اس کے اندر جو روح ہے جو عقل وضمیر ہے، اللہ کے بار امانت اور منصب خلافت کی جو عظمتیں اور رفعتیں اسے حاصل ہیں، ان عظمتوں اور رفعتوں کے سامنے تو سات آسمانوں کی وسعتیں اور پہنائیاں بھی ہیچ در ہیچ ہیں، اللہ کے بار امانت اور منصبِ تشریع وتکلیف کا تحمل زمین وآسمان اور کوہ وجبل نہ کرسکے، ایک انسان ہی کا دل گردہ ہے کہ یہ اس بار امانت کو اٹھاتا ہے۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا

ترجمہ: ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں اور زمینوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا (الاحزاب)

کبھی کبھی تو اس ایک مشت خاکی کے گرد — طواف کرتے ہوئے ہفت آسماں گذرے

و تزعم انک جرم صغیر — و فیک انطوی العالم الکبیر

مریدِ ہندی

خاک تیرے نور سے روشن بصر — غایت آدم خبر ہے یا نظر

پیرِ رومی

آدمی دیدست باقی پوست است — دید آں باشد کہ دید دوست است

مطلب......اصل چیز تو آدمی میں نظر بصیرت اور روحانی ادراک وشعور ہے جبکہ اللہ کی معرفت ومحبت سے اس کی روح روشن ہو باقی تو یہ گوشت پوست کا ڈھانچہ ہے۔

توضیح......اے پیرِ رومی روشن ضمیر! جس کے انفاس پاک اور جس کے معرفت سے لبریز کلام (مثنوی) سے آدمی کو چشمِ بینا اور قلبِ دانا عطا ہوتا ہے ذرا یہ معمہ بھی تو حل کیجیے کہ انسانیت کی فلاح وتکمیل اور انسان کی منزل مقصود اور مقام معرفت تک رسائی خبر یعنی عقلی استدلال، مادی کائنات کے طبیعاتی قوانین کو فلسفیانہ، مادہ پرستانہ، نکتۂ نظر سے دیکھنے کے ذریعے ہوگی، یا نظر یعنی ایمان بالغیب، انبیاء کی غیر مشروط اطاعت واتباع اور اس کے نتیجے میں عالم غیب سے ذات خداوندی کی جانب سے قلب وروح پر پڑنے والی روحانی تجلیات، کشف والہام، اور حاصل ہونے والے ذوق یقین روحانی انبساط وطمانینت کے ذریعے ہوگی! مولانا جواب دیتے ہیں کہ مقام معرفت تک رسائی اور مقصد تخلیق سے ہم آہنگی اور ہستی وموجودات کے سربستہ اور تہہ بہ تہہ رازوں کی نقاب کشائی نظر کی ہی مرہون منت ہے بشرطیکہ وہ نظر دوست (ذات باری تعالیٰ محبوب حقیقی) کی نظر سے روشن ہو (انبیاء اولیاء اور مقربین بارگاہِ حق اہل ایمان کی نظر) خبر کی نارسائیوں اور عقل واستدلال کی لنگ پائیوں کا یہاں کیا کام، یہ تو مشہود ومحسوس مادی کائنات کو سمجھنے برتنے کے وقتی وعارضی اوزار ہیں، محسوسات ومادیات سے آگے بے کراں موجودات کے سلسلے ہیں، وہاں نظر ہی کے ذریعے رسائی ہوسکتی ہے۔ (جاری ہے......)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیئے گئے چند کلمات کا تحفہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

اے سلمان! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں چند کلمات کا تحفہ دینا چاہتے ہیں، ان کلمات کے ذریعے تم رحمٰن سے سوال کرسکو گے، اور ان کلمات کے ذریعے سے رحمٰن کی طرف اپنی رغبت ظاہر کرسکو گے، اور ان کلمات کے ذریعے سے رات اور دن دعا کرسکو گے، وہ کلمات یہ ہیں کہ تم یوں کیا کرو کہ:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ صِحَّةً فِیْ إِیْمَانٍ، وَإِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ، وَنَجَاحًا یَتْبَعُهٗ فَلَاحٌ وَرَحْمَةً مِنْکَ، وَعَافِیَةً وَمَغْفِرَةً مِنْکَ وَرِضْوَانًا.

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے ایمان کے ساتھ صحت کا، اور ایمان کے ساتھ حُسنِ اخلاق کا اور ایسی کامیابی کا جس میں (دنیا اور آخرت کی) فلاح ہو، اور آپ کی رحمت کا، اور عافیت کا اور آپ کی مغفرت (اور بخشش) کا اور (آپ کی) رضامندی کا سوال کرتا ہوں۔

(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۹۱۹، واللفظ لہ؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۸۲۷۲؛ سنن کبریٰ نسائی، رقم الحدیث ۹۷۶۵؛ المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۹۳۳۳؛ الدعوات الکبیر للبیہقی، رقم الحدیث ۲۲۵؛ وفی الفردوس بمأثور الخطاب عن ابن عمر، رقم الحدیث ۱۸۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا

اُمہات المؤمنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ خَیْرَ الْمَسْأَلَةِ، وَخَیْرَ الدُّعَاءِ، وَخَیْرَ النَّجَاحِ، وَخَیْرَ الْعَمَلِ، وَخَیْرَ الثَّوَابِ، وَخَیْرَ الْمَحْیَا، وَخَیْرَ الْمَمَاتِ، وَثَبِّتْنِیْ، وَثَقِّلْ مَوَازِیْنِیْ، وَارْفَعْ دَرَجَتِیْ، وَتَقَبَّلْ صَلَاتِیْ، وَاغْفِرْ خَطِیْئَتِیْ، وَأَسْأَلُکَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ .آمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ الْجَنَّةَ .آمِیْنَ. اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ خَیْرَ مَا فُعِلَ وَخَیْرَ مَا عُمِلَ، وَخَیْرَ مَا بَطَنَ وَخَیْرَ مَا ظَهَرَ، وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ .آمِیْنَ. اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ أَنْ تَرْفَعَ ذِکْرِیْ، وَتَضَعَ وِزْرِیْ، وَتُصْلِحَ أَمْرِیْ، وَتُطَهِّرَ قَلْبِیْ، وَتَحَفَّظَ فَرْجِیْ، وَتُنَوِّرَ لِیْ قَلْبِیْ، وَتَغْفِرَ ذَنْبِیْ، وَأَسْأَلُکَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ .آمِیْنَ. اَللّٰهُمَّ نَجِّنِیْ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے بھلائی کا سوال کرتا ہوں، اور بہترین دعا کا اور بہترین کامیابی کا اور بہترین عمل کا اور بہترین ثواب کا اور بہترین زندگی کا، اور بہترین موت کا سوال کرتا ہوں، اور مجھے ثابت قدم رکھئے، اور میرے نامۂ اعمال کو وزنی فرمایئے، اور میرا درجہ بلند فرمایئے، اور میری نماز قبول فرمایئے، اور میری خطاؤں کو معاف فرمایئے، اور میں آپ سے جنت میں بلند درجات کا سوال کرتا ہوں، آمین۔ اے اللہ! میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، آمین۔ اے اللہ میں آپ کئے ہوئے کاموں کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، اور چھپی ہوئی چیزوں کی بھلائی کا اور ظاہری چیزوں کی بھلائی کا، اور جنت میں بلند درجات کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا ذکر بلند فرمایئے، اور میرا بوجھ ختم فرمایئے، اور میرا کام درست فرمایئے، اور میرا دل پاک فرمایئے، اور میری شرمگاہ کی حفاظت فرمایئے، اور میرے لئے میرے دل کو منوّر (اور روشن) فرمایئے، اور میرا گناہ معاف فرمایئے، اور میں آپ سے جنت میں بلند درجات کا سوال کرتا ہوں، آمین۔ اے اللہ! مجھے آگ سے نجات عطا فرما دیجئے (المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۶۲۱۸)

Idara Ghufran

اللہ تعالیٰ کے علمِ غیب اور قدرت کے وسیلے سے دعا

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِکَ الْغَيْبَ، وَقُدْرَتِکَ عَلَى الْخَلْقِ، أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ، أَسْأَلُکَ خَشْيَتَکَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، وَكَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، وَالْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى، وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِکَ، وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِکَ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ، وَمِنْ فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنے غیب کے علم اور مخلوق پر قدرت کی وجہ سے مجھے اس وقت تک زندگی عطا فرمایئے جب تک آپ کے علم میں میرے لئے زندہ رہنا بہتر ہو، اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے موت سے عطا فرمایئے، میں تنہائی میں ہوتے ہوئے اور سب کے سامنے ہوتے ہوئے آپ کی خشیت کا، اور غصے اور رضامندی (کی حالت) میں درست بات کہنے کا، اور تنگدستی اور مالداری میں میانہ روی کا، اور آپ کے چہرے کی زیارت کی لذت کا اور آپ سے ملاقات کے شوق کا سوال کرتا ہوں؛ اور اے اللہ! میں نقصان دہ چیزوں اور گمراہ کن فتنوں سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزیّن فرمایئے اور ہمیں ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ بنایئے (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۳۲۵، واللفظ لہٗ؛ نسائی، رقم الحدیث ۱۳۰۵، ورقم الحدیث ۱۳۰۶؛ صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۱۹۷۱؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۹۲۳)

اسلام کی حفاظت کی دعا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْإِسْلَامِ قَائِمًا، وَاحْفَظْنِیْ بِالْإِسْلَامِ قَاعِدًا، وَاحْفَظْنِیْ بِالْإِسْلَامِ رَاقِدًا، وَلَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا حَاسِدًا.

وَاَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ خَزَائِنُهٗ بِیَدِکَ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُهٗ بِیَدِکَ.

ترجمہ: اے اللہ! میری کھڑے ہونے کی حالت میں اسلام کے ساتھ حفاظت فرمایئے، اور میری بیٹھے ہونے کی حالت میں اسلام کے ساتھ حفاظت فرمایئے، اور میری لیٹے ہوئے ہونے کی حالات میں اسلام کے ساتھ حفاظت فرمایئے، اور کسی دشمن، حسد کرنے والے کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دیں۔

اور اے اللہ! میں آپ سے ہر اُس بھلائی کا سوال کرتا ہوں، جس کے خزانے آپ کے قبضے میں ہیں، اور میں ہر اُس بُرائی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، جو آپ کے قبضے میں ہے

(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۹۲۴)

پیارے بچو!　　بنتِ فاطمہ

نیکیوں کا بدلہ

پیارے بچو! آج ہم آپ کو تین نیک اور اچھے دوستوں کی کہانی سناتے ہیں۔

بچو! بہت پرانی بات ہے کہ ایک دفعہ تین دوست سفر کر رہے تھے۔

پیارے بچو! آپ کو پتہ ہے کہ پرانے زمانے میں لوگ اکثر پیدل سفر کیا کرتے تھے، وہ تینوں بھی پیدل سفر کر رہے تھے کہ پہاڑی راستہ شروع ہو گیا، اور اچانک بہت تیز بارش بھی ہونا شروع ہو گئی۔

بچو! پہاڑی راستے ویسے ہی نازک اور خطرناک ہوتے ہیں، اور جب پہاڑی علاقے میں بارش ہوتی ہے، تو راستے خراب ہو جاتے ہیں، اور پانی اتنی تیزی سے بہتا ہے کہ راستے میں آنے والی بہت سی چیزوں کو بہا کر لے جاتا ہے، ان تینوں دوستوں کو بھی بارش کی وجہ سے راستے میں بہت مشکل پیش آنے لگی، تو انہوں نے پناہ کے لئے ادھر اُدھر دیکھا، پہاڑ میں موجود ایک غار پر نظر پڑی، وہ تیزی سے غار کی طرف بڑھے، اور غار میں داخل ہو گئے، غار کافی بڑا تھا، وہ تینوں آرام سے غار کے ایک کونے میں بیٹھ گئے، اور بارش کے رکنے کا انتظار کرنے لگے، بارش بہت تیز ہو رہی تھی، اور بہت تیز ہوا بھی چل رہی تھی، اچانک ایک تیز آواز کے ساتھ ایک بہت بڑا پتھر لڑھکتا ہوا آیا، اور غار کے منہ کے آگے آ کر رُک گیا، پتھر کی وجہ سے غار کا منہ بالکل بند ہو گیا، وہ تینوں گھبرا کر اُٹھے، اور کسی طرح غار کے منہ تک پہنچے، تینوں نے مل کر زور لگایا کہ پتھر کو ہٹایا جائے، لیکن پتھر بہت بڑا اور بھاری تھا، جس کی وجہ سے وہ پتھر نہ ہٹا سکے، اب تو وہ تینوں دوست بہت پریشان ہوئے کہ باہر کس طرح نکلا جائے۔

تینوں نے بیٹھ کر مشورہ کیا، ایک دوست نے مشورہ دیا کہ ہر ایک اپنا کوئی نیک عمل بیان کرے، اور پھر اُس نیک عمل کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے، شاید اللہ تعالیٰ خوش ہو کر ہماری دعا سن لیں اور ہماری غیب سے مدد فرما دیں، اس مشورے کو باقی دونوں دوستوں نے بہت پسند کیا، پھر پہلے دوست نے کہا کہ:

میں ایک بہت بڑا زمیندار ہوں، ایک مرتبہ میرے پاس ایک آدمی مزدوری کرنے کے لئے آیا، میں نے اسے نوکری دے دی اس آدمی نے بہت محنت سے میرے کھیتوں میں کام کیا، کام کرنے کے بعد اس نے مزدوری مانگی، وہ مزدوری بہت زیادہ مانگ رہا تھا، میں نے کہا کہ تم زیادہ مزدوری مانگ رہے ہو، مناسب

مزدوری لے لو، لیکن وہ ناراض ہوگیا، اور غصہ میں چلا گیا، میں اسے روکتا رہ گیا مگر وہ نہ رُکا۔

مجھے فوراً وہ حدیث یاد آئی کہ مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دیا کرو، لیکن مزدور تو جا چکا تھا، اس لئے میں نے مزدوری کی رقم سے چاول خرید کر بو دیئے، اتفاق سے اس سال فصل بہت اچھی ہوئی، میں نے فصل بیچ کر اس سے دو بیل خرید لئے، اور بقایا رقم سے دوسری فصل بو دی۔

اللہ کے حکم سے اس مرتبہ فصل پہلے سے بھی زیادہ اچھی ہوئی، اور نفع بھی پہلے سے زیادہ ہوا، اس طرح کرتے کرتے میں نے اس رقم سے زمین خرید لی، اور مکان بھی بنالیا، اس طرح سات سال گزر گئے، اب اس رقم سے میں کئی زمینیں، مکان، کئی بیل اور کئی جانور خرید چکا تھا، ایک دن اسی مزدور کو پیسوں کی ضرورت پیش آئی، تو وہ مجھے تلاش کرتا ہوا میرے پاس آیا، اور اپنی پہلے کی مزدوری مانگنے لگا، میں نے اسے وہ زمینیں، مکان اور جانور دِکھائے، اور کہا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے۔

وہ کہنے لگا کہ مجھ غریب سے کیوں مذاق کرتے ہو، مجھے بس میری مزدوری دیدو، میں نے اسے بتایا کہ میں نے تمہاری مزدوری کے پیسوں سے چاول خرید کر بو دیے تھے، اور کرتے کراتے اب یہ سب چیزیں تمہاری ہیں، اور میں نے وہ سب چیزیں اُسے دیدیں۔

یہ سن کر وہ بہت خوش ہوا، اور مجھے بہت دعائیں دیں، یہ سب کچھ بتا کر اس پہلے دوست نے کہا کہ:

اے اللہ! اگر میری یہ نیکی آپ کو پسند آئی ہو تو غار کے منہ سے پتھر کو ہٹا دیجئے۔

دونوں دوستوں نے کہا کہ آمین۔

اسی وقت پتھر غار کے منہ سے تھوڑا سا ہٹ گیا، اور کچھ روشنی اور ہوا اندر آنے لگی، پہلے دوست کے خاموش ہونے کے بعد دوسرے نے اپنی بات شروع کی کہ میرا ایک بہت بڑا دشمن تھا، وہ ہر وقت میری جان کے پیچھے پڑا رہتا، وہ مجھ سے بہت زیادہ طاقت ور تھا، ایک مرتبہ میں ایک پہاڑ پر سے گزر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرا وہی دشمن پہاڑ کے ایک ایسے حصے میں سو رہا ہے کہ جس کے دوسری طرف بہت گہری کھائی تھی، اگر وہ سوتے میں کروٹ لیتا، تو گہری کھائی میں گر جاتا، اور اس کی ہڈی پسلی ٹوٹ جاتی۔

بدلہ لینے کا یہ بہترین موقع تھا لیکن میں نے کہا کہ مجھے اس سے بدلہ نہیں لینا چاہئے، بلکہ اس کی جان بچانی چاہئے، میں نے اپنا چہرہ اچھی طرح سے چھپا کر اسے اپنی کمر پر اُٹھالیا، اور اسے ایک محفوظ مقام پر لے جا کر لٹا دیا، مگر اسے آج تک اس بات کا پتہ نہیں چلا کہ میں نے اس کی جان بچائی تھی۔

یہ کہہ کر اس دوسرے دوست نے کہا کہ:

اے اللہ! اگر آپ کو میری یہ نیکی پسند آئی ہو تو غار کے منہ سے پتھر کو ہٹا دیجئے۔

دونوں دوستوں نے کہا کہ آمین۔

پھر پتھر غار کے منہ سے تھوڑا سا اور ہٹ گیا، لیکن اب بھی وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

پھر تیسرے دوست نے اپنی بات شروع کی کہ میں غریب ماں باپ کا بیٹا ہوں، اور بکریاں چراتا تھا، میرا روزانہ کا یہ معمول تھا کہ بکریاں چرا کر والدین کو دودھ پیش کرتا، ایک مرتبہ شام کو جب میں بکریوں کا دودھ نکال کر والدین کے پاس پہنچا تو وہ سو چکے تھے، میں نے سوچا کہ اگر میں نے ان کو جگایا تو ان کے آرام میں تکلیف ہوگی، اس لئے میں نے اُن کو نہ اُٹھایا، اور خود دودھ لے کر ساری رات اُن کے پاس کھڑا رہا کہ پتہ نہیں کب وہ دودھ مانگ لیں۔

صبح کے وقت جب اُن کی آنکھ کھلی تو وہ مجھے دودھ لیے کھڑا دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور مجھے بہت دعائیں دیں۔

یہ بتا کر اس تیسرے دوست نے کہا کہ:

اے اللہ اگر آپ کو میری یہ نیکی پسند آئی ہو تو غار کے منہ سے پتھر کو ہٹا دیجئے۔

دونوں دوستوں نے کہا کہ آمین۔

اسی وقت پتھر غار کے منہ سے اور ہٹ گیا، اور اتنا راستہ بن گیا کہ وہ دوست غار سے آرام سے باہر نکل سکیں، تینوں دوستوں نے اللہ کا شکر ادا کیا، اور باہر بارش بھی رُک چکی تھی، پھر وہ تینوں اپنی منزل کی طرف چلے گئے۔

پیارے بچو! ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے ماں باپ کی خدمت کیا کریں، اُنہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائیں، اگر کوئی آپ کو بُرا بھلا کہے تو اس سے بدلہ نہ لیں، اور کسی کو بھی بلاوجہ پریشان نہ کریں، کیونکہ یہ بہت نیک کام ہیں، ان سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، اور مدد فرماتے ہیں۔

Idara Ghufran

بزمِ خواتین مفتی محمد یونس

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

ماہواری کے بعض احکام (چوتھی وآخری قسط)

معزز خواتین! ماہواری کے بعض احکام سے متعلق چند احادیث ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ(رواہ البخاری کتاب الحیض باب غسل الحائض رأس زوجها و ترجیله ج ۱ ص ۴۳)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں حیض والی حالت میں کنگھی کردیا کرتی تھی (صحیح بخاری)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عورت حیض کی حالت میں اپنے شوہر کے سر میں کنگھی کرسکتی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَهُوَ مُجَاوِرٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ(رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۴۲)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک مسجد سے (باہر) میری طرف نکال دیا کرتے تھے اس حال میں کہ آپ معتکف ہوتے تھے، پس میں آپ کے سر کو دھو دیا کرتی تھی حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۲)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي، فَأُرَجِّلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ(رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۴۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری طرف اپنا سر مبارک قریب کردیا کرتے تھے جبکہ میں اپنے حجرے میں ہوتی تھی پس میں آپ کے سر کی کنگھی کردیا کرتی تھی حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی (رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۴۲)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ(رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۴۲)

Idara Ghufran

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا سرمبارک دھودیا کرتی تھی حالانکہ میں حیض والی ہوتی تھی (رواہ مسلم ج۱ص۱۴۲)

تشریح……ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حیض کی حالت میں عورت کے ہاتھ اوراس کا ظاہری جسم پاک ہوتا ہے، اور حیض کی حالت میں عورت اپنے شوہر کی خدمت کرنا چاہے مثلاً اس کا سر دھونا، اس کے سر یا بدن پر تیل لگانا یا اس کے سر میں کنگھی کرنا اسی طرح حیض کی حالت میں عورت کے کپڑے یا برتن دھونا یا آٹا گوندھنا وغیرہ یہ سب کام جائز ہیں، اسی طرح ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اعتکاف کی حالت میں بھی مرد کا اپنے سر کو مسجد کی حدود میں سے باہر نکال کر اپنی بیوی سے اس کی حیض کی حالت میں اپنے سر کا دھلوانا اور کنگھی کروانا درست ہے۔

ایک حدیث میں صراحت کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ عورت کا ہاتھ حالتِ حیض میں بھی پاک ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :قَالَ لِی رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :نَاوِلِينِى الْخُمْرَةَ مِنَ الْـمَسْجِدِ ، قَالَتْ فَقُلْتُ :إِنِّى حَائِضٌ، فَقَالَ :إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِى يَدِكِ (رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۴۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ مسجد میں سے چھوٹا بوریہ (جائے نماز) اٹھا کر مجھے دیدو (مراد یہ تھی کہ مسجد سے باہر کھڑی ہو کر اندر ہاتھ بڑھا کر بوریہ اٹھالاؤ) میں نے عرض کیا کہ میں حیض سے ہوں (یعنی مجھے ماہواری کا خون آرہا ہے اس لیے مسجد میں ہاتھ کیسے داخل کرسکتی ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے (یعنی حیض کی وجہ سے تمہارے ہاتھ تو ناپاک نہیں ہو گئے) (رواہ مسلم ج۱ص۱۴۳)

تشریح……اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عورت حیض کی حالت میں مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی، چنانچہ جب حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مسجد سے بوریہ (جائے نماز) اٹھا کر دیدو تو اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ عذر عرض کیا کہ میں حیض سے ہوں، اس سے پتہ چلا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سمجھتی تھیں کہ حیض کی حالت میں عورت مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی اس کی مزید تائید حضور ﷺ کے اس فرمان سے ہوگئی کہ حیض آپ کے ہاتھ میں تو نہیں ہے اگر حیض کی حالت میں

مسجد میں داخل ہونا جائز ہوتا تو اولاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ عذر پیش نہ کرتیں، دوسرے حضور ﷺ یہ نہ فرماتے کہ حیض آپ کے ہاتھ میں تو نہیں ہے بلکہ یوں فرماتے کہ حیض کی حالت میں بھی مسجد میں جانا درست ہے یا اس جیسی کوئی اور بات ارشاد فرماتے اس لیے ان وجوہات کے پیشِ نظر اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حالتِ حیض میں خاتون کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔ دوسری بات اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوئی کہ اگر کوئی خاتون حالت حیض میں مسجد سے باہر کھڑے ہو کر ہاتھ بڑھا کر مسجد کے اندر پڑی ہوئی کوئی چیز اٹھالے تو یہ جائز ہے، تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حیض والی عورت کا ہاتھ بلکہ بقیہ بدن بھی ظاہری اعتبار سے پاک ہوتا ہے، حیض کی وجہ سے جو ناپاکی ہوتی ہے وہ فقط حکمی ناپاکی ہوتی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ، فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ (رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۴۳ کتاب الحیض)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میں ماہواری کی حالت میں پانی پی کر (وہی برتن) نبی کریم ﷺ کو دے دیا کرتی تھی آپ ﷺ (برتن میں) میرے منہ لگی ہوئی جگہ پر اپنا منہ لگا کر (پانی) پیتے تھے اور (اسی طرح) میں ماہواری کی حالت میں گوشت والی ہڈی سے (دانتوں سے) گوشت چھڑا کر کھاتی تھی پھر وہی (گوشت والی) ہڈی رسول اللہ ﷺ کو دے دیتی تھی آپ ﷺ اس جگہ منہ لگا کر گوشت چھڑا کر کھالیا کرتے تھے جہاں میں نے منہ لگا کر گوشت چھڑایا تھا (رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۴۳ کتاب الحیض) [۱]

تشریح...... آنحضرت ﷺ کا یہ عمل دو وجہ سے ہوا کرتا تھا، اول تو یہ تھا کہ آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت تھی، دوسرے اس وجہ سے کہ آپ ﷺ کو یہودیوں کی مخالفت منظور ہوتی تھی، چنانچہ یہودی تو حائضہ عورت کے ساتھ گھر میں رہنا اور ان کو ہاتھ لگانا بھی پسند نہ کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ماہواری کی حالت میں برتن میں جس جگہ منہ لگا کر پانی پیا کرتی تھیں آپ ﷺ بھی اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیا کرتے تھے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس جگہ منہ لگا کر ہڈی سے گوشت چھڑایا کرتی تھیں آپ ﷺ بھی اسی جگہ

---

[۱] ترجمہ کے لیے ملاحظہ ہو مظاہر حق ج ۱ ص ۴۰۵ وتحفہ خواتین ص ۲۳۸۔

سے منہ لگا کر ہڈی سے گوشت چھڑایا کرتے تھے۔[۱]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا پینا درست ہے، اور حائضہ عورت کا جھوٹا بھی پاک ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّكِءُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ(رواہ مسلم ج ۱ ص۱۴۳ کتاب الحیض)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میری ماہواری کی حالت میں میری گود میں سہارا لیکر بیٹھ جاتے تھے اور اسی حالت میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے (صحیح مسلم ج۱ص۱۴۳ کتاب الحیض)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کے قریب بیٹھ کر قرآن کی تلاوت میں کوئی حرج نہیں۔

نیز اس حدیث پاک سے یہ بھی واضح ہوا کہ حیض کی حالت میں عورت کا جسم ظاہری طور پر پاک ہوتا ہے اس کی ناپاکی محض حکمی ہوتی ہے، البتہ اگر حیض کا خون یا کوئی اور ناپاکی (مثلاً پیشاب وغیرہ) جسم کو لگ جائے تو جسم کا وہ حصہ (ظاہری طور پر بھی) ناپاک ہوگا جہاں وہ ناپاکی لگی ہوگی۔

اس حدیث پاک کی رو سے حیض کی حالت میں خاتون کا قرآن پاک کسی سے سننا جائز و درست معلوم ہوتا ہے، مگر کسی خاتون کا حیض کی حالت میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا جائز و درست نہیں، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا تَقْرَأُ الحَائِضُ، وَلَا الجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ(رواہ الترمذی ابواب الطھارۃ باب ماجاء فی الجنب والحائض انھما لا یقرأن القرآن)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حیض والی عورت اور جنبی قرآن پاک کا کچھ حصہ بھی نہ پڑھیں (سنن ترمذی)

تشریح......اگرچہ اس حدیث شریف کو امام بخاری، امام ترمذی اور امام بیہقی وغیرہ بعض حضرات نے

---

[۱] ملاحظہ ہو مظاہر حق ج۱ص۴۰۵ و تحفہ خواتین ص۳۸۷۔

ضعیف قرار دیا ہے مگر اس کے متعدد متابعات موجود ہیں [۱] (ملاحظہ ہو معارف السنن ج۱ص ۴۴۵ و ۴۴۶ ودرس ترمذی ج۱ص ۳۷۲ و ۳۷۳ واعلاء السنن ج۱ص ۳۷۵ ومابعد) اس لئے یہ حدیث شریف دلیل بن سکتی ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ أَتَی حَائِضًا، أَوِ امْرَأَةً فِی دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِنًا، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَی مُحَمَّدٍ(رواہ الترمذی ابواب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِی كَرَاهِيَةِ إِتْيَانِ الحَائِضِ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے ماہواری کی حالت میں (بیوی سے) ہمبستری کی یا عورت سے پیچھے کے راستہ سے بدفعلی کی یا کسی کاہن کے پاس (غیب کی باتیں پوچھنے کی غرض سے) گیا تو اس شخص نے (گویا) محمد (ﷺ) پر نازل کیے گئے دین کا انکار کیا (سنن ترمذی)

تشریح......اس حدیث شریف میں تین قسم کے افراد کے لیے سخت وعید ارشاد فرمائی گئی ہے:

ایک وہ شخص جو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں جماع کرے۔ دوسرے وہ شخص جو عورت سے پاخانے کے راستے سے بدفعلی کرے خواہ وہ حیض کی حالت میں ہو، یا پاکی کی حالت میں۔ تیسرے وہ شخص جو کسی کاہن (غیب کی خبریں بتانے کا دعوی کرنے والے) کے پاس آئے اور (اس سے غیب کی خبریں پوچھ کر اس کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین کرے) اور وعید یہ ارشاد فرمائی گئی ہے کہ اس نے اس سب کا انکار کیا جو حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا۔ ان تین قسم کے افراد کو جو کافر کہا گیا ہے اس کے دو مطلب ہیں:

ایک مطلب تو یہ ہے کہ حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرنے کو حلال سمجھ کر کرنے والا کافر ہے، اسی طرح بیوی سے مقام پاخانہ میں بدفعلی کرنے کو حلال سمجھنے والا کافر ہے، اور کاہن (نجومی وغیرہ) سے غیب

---

[۱] چنانچہ سنن دارقطنی میں ہے:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ ,نا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَبَّارُ ,نا أَبُو الشَّعْثَاءِ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ ,ثنا سُلَيْمَانُ أَبُو خَالِدٍ ,عَنْ يَحْيَى ,عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ ,عَنْ جَابِرٍ ,قَالَ :لَا يَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ وَلَا النُّفَسَاءُ الْقُرْآنَ .يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ ضَعِيفٌ(سُنَنُ دَارُ قُطْنِیُ كِتَابُ الْطَّهَارَةِ بَابٌ فِي النَّهْيِ لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَلْمٍ، ثنا مَحْمُودُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا عُمَرُ بْنُ صَالِحٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا يَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء)

کی خبریں پوچھ کراس کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرنے والا کافر ہے۔

لہٰذا جو شخص حالتِ حیض میں بیوی سے جماع کرنے کو حرام سمجھے، اسی طرح پیچھے کے راستہ سے بدفعلی کو حرام سمجھے لیکن حرام سمجھنے کے باوجود ان گناہوں کا ارتکاب کرے تو وہ گنہگار تو ہوگا لیکن محض ان کاموں کے کرنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوگا، اسی طرح جو شخص کسی کاہن سے غیب کی باتیں پوچھے لیکن ان باتوں میں اس کی تصدیق نہ کرے اور اس کو عالم الغیب نہ سمجھے تو وہ بھی گنہگار تو ضرور ہوگا مگر صرف اتنی بات کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوگا۔

اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان تین کاموں میں سے کسی کام کا ارتکاب کرے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج تو نہ ہوگا مگر اس نے کام کافروں والا کیا ہے گویا وہ عملی کافر ہوا، یا یہ مطلب ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا کفران کیا (یعنی ناشکری کی)

جونسا مطلب بھی مراد لیا جائے اتنی بات یقینی اور متفق علیہ ہے کہ بیوی سے حالتِ حیض میں جماع کرنا، پیچھے کے راستے سے بدفعلی کرنا اور کسی کاہن وغیرہ سے غیب کی باتیں پوچھنا سخت گناہ کبیرہ ہے۔

خواتین کو یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا شوہر کے کہنے سے بھی جائز نہیں ہوتا، لہٰذا اگر شوہر حالتِ حیض میں جماع کا تقاضا کرے یا مقام پاخانہ سے بدفعلی کا تقاضا کرے تو ہرگز اس کی بات نہ مانے ورنہ سخت گناہ ہوگا، شوہر کے کہنے سے بھی گناہ کا ارتکاب جائز نہیں ہوتا، اسی طرح بہت سی خواتین مختلف طرح کے نجومیوں کاہنوں اور غلط عقائد ونظریات رکھنے والے عاملوں کے پاس غیب کی باتیں پوچھنے اور حساب کتاب کروا کر جادوٹونہ کروانے والوں کا کھوج لگاتی رہتی ہیں یہ بھی سخت گناہ ہے اس طرح کے کاموں سے توبہ کرنی چاہیے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَ :يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ، أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ (رواہ ابو دائود کتاب النکاح بَابٌ فِي كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى حَائِضًا و کتاب الطھارۃ بَابٌ فِي إِتْيَانِ الْحَائِضِ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں روایت فرماتے ہیں جو حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے خاص کام کرتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے (سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی اتیان الحائض)

تشریح......اس حدیث پاک کی رو سے اہلِ علم حضرات نے فرمایا ہے کہ جو شخص حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے خاص کام کر بیٹھے اس کو چاہیے کہ وہ ایک دینار (یعنی ساڑھے چار ماشے سونا یا اس کی مالیت) یا نصف دینار (یعنی سوا دو ماشے سونا یا اس کی مالیت) صدقہ کرے۔

یاد رہے کہ حیض کی حالت میں بیوی سے خاص کام کرنا سخت گناہ ہے اور اگر یہ کام کرلیا جائے تو توبہ استغفار کرنا لازم ہے اور ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا ضروری نہیں ہے مستحب ہے، پھر اہل علم حضرات نے ایک اور حدیث کی روشنی میں یہ تفصیل بیان فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص حیض کے ابتدائی دنوں میں (جب عموماً سرخ رنگ کا خون آرہا ہوتا ہے) یہ خاص کام کرے تو اسے ایک دینار یا اس کے برابر مالیت کی رقم صدقہ مستحب ہے اور اگر کوئی شخص حیض کے آخری دنوں میں (جب عموماً زرد رنگ کا خون آرہا ہوتا ہے) یہ خاص کام کرے تو اسے نصف دینار یا اس کے برابر مالیت کی رقم صدقہ کرنا مستحب ہے۔

وہ حدیث یہ ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :إِذَا أَصَابَهَا فِي أَوَّلِ الدَّمِ فَدِينَارٌ، وَإِذَا أَصَابَهَا فِي انْقِطَاعِ الدَّمِ فَنِصْفُ دِينَارٍ(رواه ابو دائود كتاب االطهارة باب فى اتيان الحائض)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص حیض کی ابتداء میں اپنی بیوی سے خاص کام کرے تو ایک دینار (کا صدقہ کرنا) ہے، اور جب کوئی حیض ختم ہونے کے وقت کرے تو نصف دینار (کا صدقہ کرنا) ہے (ابوداؤد)

اور سنن ترمذی میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ فَدِينَارٌ، وَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ فَنِصْفُ دِينَارٍ(رواه الترمذى ابواب الطهارة باب الحيض)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کر کے فرماتے ہیں کہ (حیض کی حالت میں) جب خون سرخ رنگ کا ہو (اور اس حالت میں کوئی شخص اپنی بیوی سے خاص کام کرلے) تو ایک دینار (کا صدقہ) ہے اور جب خون زرد رنگ کا ہو (اور اس حالت میں کوئی اپنی بیوی سے خاص کام کرلے) تو نصف دینار (کا صدقہ) ہے[۱] (سنن ترمذی)

---

۱ اگرچہ اس حدیث کی سند کو حضرات محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے مگر اس کے باوجود فقہاء کرام نے اس سے صدقہ کے مستحب ہونے پر استدلال کیا ہے۔

لے پالک اور منہ بولی اولاد کی شرعی حیثیت

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل کثرت سے یہ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ جس کسی کے اولاد نہیں ہوتی، یا لڑکا نہیں ہوتا، وہ کسی دوسرے کے یہاں پیدا شدہ نومولود بچہ کو والدین کی رضامندی سے لے لیتا ہے، اور پھر اس کی خود پرورش کرتا ہے، اور اس کو اپنی اولاد کا درجہ دیتا ہے، اور یہ بچہ پھر تمام معاملات میں لے کر پالنے والے کی اولاد شمار کیا جاتا ہے، اور اسی کی اولاد سمجھا جاتا ہے۔

بعض اوقات بچہ کے حقیقی والدین سے اس کی لاتعلقی اور تمام حقوق ختم کر کے اور باقاعدہ لکھت پڑھت کر کے یہ عمل کیا جاتا ہے، تو کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی کو اولاد کا حاصل ہونا نہ ہونا اور اولاد میں نرینہ یا غیر نرینہ اولاد کا حاصل ہونا اور ایک یا ایک سے زیادہ اولاد کا حاصل ہونا، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے حکم سے ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ. اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَّيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (سورۃ الشوریٰ، آیت ۴۹، و ۵۰)

ترجمہ: اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی وہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے، وہ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے عطاء فرماتا ہے۔ یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے وہ خوب جاننے والا، انتہائی قدرت والا ہے (ترجمہ ختم)

پس اللہ تعالیٰ کی اس مشیت اور تقسیم پر ہر مؤمن کو راضی ہونا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر کوئی اعتراض

نہیں ہونا چاہئے۔

البتہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے اولاد کے حصول کی جدوجہد اور تدابیر وعلاج معالجے کی شریعت کی طرف سے اجازت ہے۔

اس کے بعد یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حقیقی اولاد کا رشتہ اس کے والدین سے جائز طریقے پر پیدا ہونے سے حاصل ہوتا ہے، اسلام میں نسب اور رشتوں کے بارے میں بہت احتیاط برتی گئی ہے، اور اس سلسلہ میں خلل ورخنہ اندازی ڈالنے والی چیزوں سے سختی کے ساتھ بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن وسنت میں اس بات کو واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ کسی دوسرے کی اولاد کو لے کر پالنے یا منہ سے اُس کو اولاد قرار دینے کے نتیجے میں وہ حقیقی اولاد کا درجہ ومقام حاصل نہیں کرسکتی۔

اسی لئے لے پالک اور منہ بولی اولاد کے ساتھ، صرف لے کر پالنے یا منہ بولی اولاد قرار دینے کی وجہ سے نہ تو وراثت کا سلسلہ قائم ہوتا، اور نہ ہی دوسرے نسبی رشتوں کا سلسلہ قائم ہوتا، اور نہ ہی اس کے نتیجہ میں کسی کا اپنے حقیقی والدین سے نسبت وتعلق ختم ہوتا، بلکہ بدستور اپنے حقیقی والدین سے اس کا رشتہ قائم رہتا ہے، اور اولاد اور والدین کے درمیان جو شرعی حقوق اور ذمہ داریاں عائد ہیں، وہ برقرار رہتی ہیں۔

زمانۂ جاہلیت میں یہ طریقہ رائج تھا کہ کسی کی اولاد کو لے کر پالنے یا منہ بولی اولاد بنا لینے سے اس کو اولاد کے تمام حقوق حاصل ہوا کرتے تھے، اور اس کو اسی کی اولاد قرار دیا جانے لگتا تھا۔

اسلام نے زمانۂ جاہلیت کے اس طریقے کو ختم فرما دیا، اور اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔

لہٰذا کسی دوسرے کی اولاد کو لے کر پالنے کی وجہ سے اس کے حقیقی والدین سے اس کے رشتہ کی نفی کرنے اور حقیقی اولاد اور والدین کے درمیان قائم شدہ رشتوں کو دوسرے کی طرف منتقل ومنسوب کرنے کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں۔

قرآن وسنت سے اس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِىْ جَوْفِهٖ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِىْ تُظَاهِرُوْنَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ

يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ.

اُدْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَإِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا آبَاءَ هُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَا أَخْطَأْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (سورۃ الاحزاب، آیت ۴، و ۵)

ترجمہ: نہیں بنائے اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل، اور نہیں بنایا اللہ نے تمہاری اُن بیویوں کو تمہاری (سچ مچ کی) مائیں کہ جنہیں تم ماں کہہ بیٹھتے ہو، اور نہیں بنایا اللہ نے تمہارے منہ بولوں (اور لے پالکوں) کو تمہارے بیٹے، یہ تو تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں۔ اور اللہ حق بات فرماتا ہے، اور وہ سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

تم لوگ ان (اپنے منہ بولوں اور لے پالکوں) کو ان کے (حقیقی) باپوں کی نسبت سے ہی پکارا کرو، اللہ کے یہاں یہ پورے انصاف کی بات ہے، پھر اگر تم کو ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں اور تم پر اس صورت میں کوئی گناہ نہیں کہ تم سے اس بارے میں (بھول) چوک ہو جائے لیکن جو بات تم اپنے دل کے ارادہ سے کہو (اُس پر گناہ ہے) اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا انتہائی رحم والا ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح ایک انسان کے پہلو میں دو دل نہیں ہوتے، اور جس طرح بیوی کو ماں کی طرح کہنے سے بیوی درحقیقت ماں نہیں بن جاتی، اسی طرح منہ بولا اور لے پالک بیٹا تمہارا بیٹا نہیں بن جاتا۔

اور منہ بولی یا لے پالک اولاد کا اثر بہت سے معاملات پر پڑتا ہے، اس لئے یہ حکم نافذ کر دیا گیا کہ لے پالک اور منہ بولے بیٹے کو جب پکارو یا اس کا ذکر کرو، تو اس کے اصلی باپ کی طرف منسوب کر کے ذکر کرو، جس نے بیٹا بنالیا ہے، اس کا بیٹا کہہ کر خطاب نہ کرو، کیونکہ اس سے بہت سے معاملات میں اشتباہ اور التباس پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اور لے پالک بیٹوں ولڑکوں کا ذکر غلبے اور اکثریت کی وجہ سے ہے، ورنہ لے پالک بیٹیوں ولڑکیوں کا بھی یہی حکم ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَىْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِىْ أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (سورۃ الاحزاب،

Idara Ghufran

آیت ۳۷)

ترجمہ: پس جب کہ زید نے اس عورت سے حاجت پوری کرلی (یعنی طلاق دیدی، اور عدت ختم ہوگئی تو) ہم نے اس عورت سے آپ کا نکاح کردیا تاکہ مؤمنوں پر کوئی حرج وتنگی نہ ہو،اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زید (جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کا حکم آنے سے پہلے اپنا منہ بولا بیٹا قرار دے رکھا تھا) کی طلاق یافتہ بیوی سے نکاح کا حکم اس لئے فرمایا تاکہ زمانۂ جاہلیت میں جو لے پالک اور منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کا درجہ دیا جاتا تھا،اور اسی وجہ سے اس کی طلاق یافتہ بیوی سے نکاح کو بھی ناجائز سمجھا جاتا تھا،اس کی اچھی طرح تردید ہوجائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْآنُ، اُدْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (بخاری، رقم الحدیث ۴۷۸۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کو ہم زید بن محمد (یعنی زید محمد کے بیٹے) کے نام سے ہی پکارا کرتے تھے، یہاں تک کہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی، ''اُدْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰه ''یعنی تم لوگ ان (اپنے منہ بولوں اور لے پالکوں) کو ان کے (حقیقی) باپوں کی نسبت سے ہی پکارا کرو، اللہ کے یہاں یہ پورے انصاف کی بات ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ سورۃ حجرات کی مذکورہ آیت نازل ہونے کے بعد لے پالک اور منہ بولی اولاد کو ان کے اصلی اور حقیقی باپوں کی طرف منسوب کرنے کا حکم آ گیا، اور لے کر پالنے اور منہ بولی اولاد قرار دینے والوں کی طرف باپ کی نسبت کرکے پکارنے اور حقیقی اولاد کے حقوق دینے سے منع کردیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ (بخاری، رقم الحدیث ۶۷۵۰)

ترجمہ: بچہ صاحبِ فراش کا ہوتا ہے (ترجمہ ختم)

صاحبِ فراش سے مراد وہ آدمی ہے کہ جس کا اس عورت سے نکاح کا رشتہ قائم ہو، جس عورت سے وہ بچہ پیدا ہوا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَمَنِ ادَّعٰی وَلَدَهٗ مِنْ غَيْرِ رِشْدَةٍ ، فَلَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۳۴۱۶،باسناد حسن)

ترجمہ:اور جو شخص بغیر نکاح کے کسی بچے کو اپنی طرف منسوب کرنے کا دعوی کرتا ہے (اور یہ کہتا ہے کہ یہ میرا بچہ ہے، حالانکہ اس بچے کی ماں سے اس کا نکاح نہیں ہوا) تو وہ بچہ نہ تو اس کا وارث بنے گا اور نہ ہی مورث (یعنی دونوں میں سے کسی کو دوسرے کی وراثت نہیں ملے گی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی عورت کے بچہ پیدا ہوا تو وہ اس شخص کا نہیں کہلا سکتا، جس کا اس عورت سے نکاح کا رشتہ قائم نہیں، جس میں زانی بھی داخل ہے، اور حقیقی والدین کے علاوہ دوسرے لوگ بھی۔

بلکہ زانی کا تو پھر بھی نطفہ وغیرہ کی حیثیت سے کوئی دخل ہوتا ہے، جب شریعت نے اس سے بھی والد کے رشتہ قائم ہونے کو قبول نہ کیا، تو پھر دوسرے لوگوں کی کیا حیثیت؟

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الفِرٰى أَنْ يَّدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ (بخاری، رقم الحدیث ۳۵۰۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑی افتراء پردازی (اور سب سے بڑا جھوٹ) یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ (کسی اور) کی طرف دعویٰ (ونسبت) کرے (یعنی اپنے نسب میں غلط بیانی سے کام لے) یا اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے) جو اس نے نہیں دیکھی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کی نسبت کرے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی کو معلوم ہو کہ میرا حقیقی والد فلاں ہے، پھر بھی اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی طرف اپنے حقیقی والد ہونے کی نسبت کرنا بدترین جھوٹ ہے۔

حضرت سعد اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنِ ادَّعٰی إِلٰی غَیْرِ أَبِیْہِ، وَھُوَ یَعْلَمُ أَنَّہٗ غَیْرُ أَبِیْہِ، فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ (بخاری، رقم الحدیث ۶۷۶۶؛ مسلم، رقم الحدیث ۱۱۵)

ترجمہ: جس نے اپنے (حقیقی) باپ کی طرف اپنی نسبت کی، اور وہ یہ بات جانتا ہے کہ وہ اس کا (حقیقی) باپ نہیں ہے، تو اس پر جنت حرام ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: مَنِ ادَّعٰی إِلٰی غَیْرِ أَبِیْہِ، أَوِ انْتَمٰی إِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْہِ، فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ الْمُتَتَابِعَۃُ، إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۵۱۱۵)

ترجمہ: میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سُنا کہ جس نے اپنے (حقیقی) باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا یا غیر مولیٰ (یعنی غیر آقا) کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا تو اس پر مسلسل پے در پے اللہ کی لعنت اور پھٹکار ہے قیامت کے دن تک (ترجمہ ختم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

وَمَنِ ادَّعٰی إِلٰی غَیْرِ أَبِیْہِ، أَوِ انْتَمٰی إِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْہِ، فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ، لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ صَرْفًا، وَلَا عَدْلًا (مسلم، رقم الحدیث ۱۳۷۰)

ترجمہ: اور جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کی یا (غلام نے) اپنے مالک کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ اس کا قیامت کے دن نہ کوئی فرض قبول کرے گا نہ نفل (ترجمہ ختم)

یہ بات بطور وعید اور تنبیہ کے بیان فرمائی کہ ایسے شخص کا گناہ اتنا سنگین ہے کہ اس کی فرض اور واجب عبادت کی نورانیت وقبولیت بھی اس کی وجہ سے متأثر ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

لَيُسَ مِنُ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيُرِ أَبِيُهِ -وَهُوَ يَعُلَمُهُ -إِلَّا كَفَرَ، وَمَنِ ادَّعٰى قَوُمًا لَيُسَ لَهُ فِيُهِمُ، فَلُيَتَبَوَّأُ مَقُعَدَهُ مِنَ النَّارِ (بخاری، رقم الحدیث ۳۵۰۸)

ترجمہ: جوآدمی اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف جان بوجھ کراپنی نسبت کرے تو اس نے (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے) کفر (والا کام) کیا، اور جوآدمی (جان بوجھ کر) کسی ایسی قوم میں سے ہونے کا دعویٰ کرے جس سے اس کا نسب (ثابت یامعروف) نہیں تو اُسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (ترجمہ ختم)

حضرت عبداللہ بن عمرورضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيُرِ أَبِيُهِ لَمُ يَرَحُ رَائِحَةَ الُجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيُحَهَا لَيُوُجَدُ مِنُ قَدُرِ سَبُعِيُنَ عَامًا أَوُ مَسِيُرَةِ سَبُعِيُنَ عَامًا (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۵۹۲،علی شرط الشیخین)

ترجمہ: جوآدمی اپنے والد کے علاوہ کسی اورکی طرف اپنی نسبت کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا حالانکہ جنت کی خوشبو تو ستر سال کی مسافت سے آتی ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص اول وہلے میں یا اس کے بعد بھی جنت کی خوشبو سونگھنے سے محروم رہے گا، اگر چہ بعد میں کسی طرح سے جنت میں داخل ہوجائے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوُلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ يَقُوُلُ: لَيُسَ مِنُ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيُرِ أَبِيُهِ وَهُوَ يَعُلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ (مسلم، رقم الحدیث ۱۱۲)

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جوآدمی جانتے بوجھتے ہوئے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف والد ہونے کی نسبت کرے، تو اس نے کفر (والا کام) کیا (ترجمہ ختم)

یادرہے کہ اگر چہ اس گناہ کو کرنے والا حقیقت میں کافر نہ ہو، لیکن کفر والا کام اور شدید وعید کا مستحق ہونے میں تو شبہ نہیں (مرقاۃ، کتاب الآداب، بَابُ حِفُظِ اللِّسَانِ وَالُغِيبَةِ وَالشَّتُمِ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ: كُفُرٌ تَبَرُّؤٌ مِنُ نَسَبٍ وَإِنُ دَقَّ، أَوِ ادِّعَاءٌ

إِلٰى نَسَبٍ لَا يُعْرَفُ (مسند احمد، رقم الحديث ٧٠١٩، باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے نسب سے بیزاری ظاہر کرنا خواہ بہت معمولی درجے میں ہو یا ایسے نسب کا دعویٰ کرنا جس کی طرف اس کی نسبت غیر معروف ہو، کفر (والا کام) ہے (ترجمہ ختم)

حضرت خصیلۃ بنتِ واثلہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَنْتَفِيَ الرَّجُلُ مِنْ وَلَدِهٖ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٢٣٨)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بڑے بڑے گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے بیٹے (کے نسب) کی نفی کرے (ترجمہ ختم)

اس میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی اپنی حقیقی اولاد سے اپنی اولاد ہونے کی تمام نسبتیں ختم کر کے کسی لے کر پالنے والے کی طرف منتقل کر دے۔

پس جو لوگ لے پالک اور منہ بولی اولاد کو اپنی حقیقی اولاد کا درجہ دیتے ہیں، اور حقیقی والدین سے ہر قسم کے والدین والے حقیقی رشتوں ناتوں کی نفی کر دیتے ہیں، یہ طریقہ جاہلیت کے طریقوں کے مشابہ اور سخت وسنگین گناہ وجرم ہے۔ اور اگر پوری طرح حقیقی اولاد کا درجہ تو نہ دیا جائے، اور خاص خاص لوگوں کو بھی حقیقتِ حال کا علم ہو، لیکن عام سرکاری وغیر سرکاری کاغذوں میں ولدیت لے کر پالنے والے کی تحریر کرائی جائے، اور عام لوگوں کو بھی یہی نسب بتلایا جائے، اور اسی نسب سے اس کی شہرت عام کی جائے، تب بھی جھوٹ اور غلط بیانی کا گناہ کم از کم ضرور لازم آتا ہے۔ اور قرآن مجید میں جو حقیقی والدین کی نسبت سے پکارنے اور بلانے کا حکم ہے، اس کی بھی بظاہر عملاً خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ جبکہ ان میں سے کسی صورت میں بھی حقیقی والدین سے رشتہ کی شرعاً نفی نہیں ہوتی، اور حقیقی والدین اور اولاد کے درمیان شریعت کی طرف سے مقرر کردہ حقوق لازم رہتے ہیں، اور یہ حقوق لے کر پالنے والوں کی طرف منتقل نہیں ہوتے۔

اس کے علاوہ اس میں مندرجہ ذیل خرابیاں بھی آج کل لازم آتی ہیں۔

(۱)...... لے پالک اولاد کے ساتھ لے کر پالنے والے اور بالفاظِ دیگر مصنوعی اور غیر حقیقی والدین اور ان کے دیگر اقرباء کے محرم ہونے کا رشتہ قائم نہیں ہوتا، لیکن اکثر وبیشتر اس بچہ یا

Idara Ghufran

بچی کے بالغ ہونے کے باوجود بھی اس سے پردہ کے معاملہ میں محرموں والا سلوک کیا جاتا ہے،اوراس کے نتیجے میں کئی فتنے رونما ہوتے ہیں۔

حالانکہ یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ کسی بچہ کوصرف لے کر پالنے یا منہ سے اس کو اولاد قرار دینے کی وجہ سے اس کے ساتھ نسبی رشتوں والا تعلق قائم نہیں ہوتا، جو رشتہ اس عمل سے پہلے اوراس عمل کے بغیر اس کے ساتھ قائم تھا، وہی رشتہ لے کر پالنے یا منہ سے اولاد قرار دینے کی صورت میں بھی رہتا ہے،اس میں ذرّہ برابر تبدیلی نہیں آتی۔

البتہ اگر کسی عورت نے کسی بھی بچہ کو(خواہ اسے لے کر پالا ہو، یا نہ پالا ہو،اور خواہ اسے منہ بولی اولاد قرار دیا ہو یا نہ دیا ہو) مدتِ رضاعت (جو جمہور کے نزدیک دو سال ہے) کی عمر کے اندر اندر اپنا دودھ پلا دیا تو وہ بچہ اس عورت اوراس عورت کے شوہر کے حق میں رضاعی (یعنی دودھ کے رشتہ والی) اولاد کا حکم حاصل کر لیتا ہے،اور دودھ پلانے والی عورت کی اولاد کے حق میں اس کا رشتہ رضاعی بہن بھائی کا قائم ہوجاتا ہے۔اور ایسی صورت میں نسبی اور پیدائشی اعتبار سے جن رشتوں سے نکاح حرام ہے، ان سے نکاح حرام ہوجاتا ہے،اور پردہ کے معاملہ میں حکم ہلکا ہوجاتا ہے۔

لیکن میراث وغیرہ کا رشتہ پھر بھی قائم نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس کے نتیجہ میں اس کے حقیقی والدین سے رشتہ ختم ہوجاتا۔

(۲)......عام طور پر لے پالک اولاد کی طرف سے اس کے اصلی اور حقیقی والدین کا رشتہ وتعلق ختم کر دیا جاتا ہے، نہ تو حقیقی والدین تعلیم وتربیت کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریوں کی ضرورت سمجھتے ہیں،اور نہ ہی یہ بچہ بڑا ہوکر اپنے والدین کے حقوق اور صلہ رحمی کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے،اوراس طرح دونوں فریق ایک دوسرے کی کئی حق تلفیوں کے مرتکب ہوجاتے ہیں۔

(۳)...... جب سرکاری طور پر کاغذوں میں اندراج غیر حقیقی والدین کی اولاد ہونے کا کرادیا جاتا ہے،اور حقیقی والدین کی اولاد ہونے کا اندراج نہیں کرایا جاتا۔

تو قانونی طور پر والدین اور اولاد کو باہم حاصل ہونے والے حقوق اسی بنیاد پر جاری ونافذ ہوتے ہیں، جن میں میراث کا قانون بھی ہے،اوراسی وجہ سے قانونی طور پر ایسی اولاد کا غذی

والدین کے فوت ہونے پر ان کی میراث کی مستحق قرار پاتی ہے، اور ان کے اصلی اور شرعی وارثان کو یا تو اپنے حق سے محروم ہونا پڑتا ہے، یا نقصان اور خسارہ اُٹھانا پڑتا ہے، جو کہ شرعاً سنگین گناہ ہے، اور جو چیز اس گناہ کا سبب بنے وہ بھی گناہ ہے۔

اس کے برعکس اگر وہ بچہ فوت ہو جائے اور اس کی ملکیت میں کچھ مال ہو تو قانونی طور پر اس کے کاغذی والدین اس کی میراث کے مستحق قرار پاتے ہیں، اور حقیقی والدین محروم رہتے ہیں۔ اور یہی صورتِ حال حقیقی والدین یا ان میں سے کسی ایک کے فوت ہونے کی شکل میں ہوتی ہے کہ یہ بچہ اپنے حقیقی والدین کی جائز اور شرعی میراث کا مستحق قرار نہیں پاتا۔

(۴)...... کئی لوگ اپنی زندگی میں ہی اپنی تمام جائیداد اور مال کا لے پالک اولاد کو مالک بنادیتے ہیں، اور اس طرح اپنے جائز اور شرعی وارث بننے والوں کو محروم کردیتے ہیں، جو کہ شرعاً گناہ ہے۔

(۵)...... بعض اوقات اس طرزِ عمل کے نتیجہ میں انسان کے نسبی اور اصلی رشتوں میں التباس واختلاط اور اشتباہ کی نوبت آتی ہے، یا پھر رفتہ رفتہ اس کے اصلی اور نسبی رشتہ کی حیثیت ختم ہوجاتی ہے، اور غیر حقیقی رشتہ کا سلسلہ چل پڑتا ہے، جو شرعی اعتبار سے کئی فتنوں کا باعث ہے۔ شریعت نے خاندان اور صلہ رحمی کا ایک مستقل نظام قائم فرمایا ہے، جس کے لئے اصلی رشتوں کو معلوم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس طرزِ عمل کے نتیجے میں یہ پورا نظام بھی یقیناً متأثر ہوتا ہے۔

اس لئے کسی دوسرے کی اولاد کو لے کر پالنے کے مروَّجہ طریقے سے بچنا چاہئے، جس میں کئی گناہ اور خرابیاں لازم آتی ہیں۔

البتہ کوئی کسی دوسرے کی اولاد کو لے کر اس طرح پالے کہ مذکورہ اور اس جیسی دوسری خرابیوں اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرے، تو پھر اس کی گنجائش ہے۔

فقط۔ محمد رضوان

یکم/ربیع الاول ۱۴۳۳ھ۔ ۲۵/جنوری ۲۰۱۲ء بروز بدھ

دارالافتاء والاصلاح ادارہ غفران راولپنڈی

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

اچھے اور بُرے خواب (قسط ۷)

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خواب

پہلے گزر چکا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاوۃ والسلام کے خوابوں کو وحی کا درجہ حاصل ہوتا ہے، اس لئے ان میں یقیناً اُمت کے لئے احکامات، ہدایات وتعلیمات ہوتی ہیں۔

اس وجہ سے اب رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خوابوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چند عذاب میں مبتلا لوگوں کو دیکھنا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ : هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ فَإِنْ كَانَ أَحَدٌ رَأٰى تِلْكَ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ فِيْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ :فَسَأَلَنَا يَوْمًا، فَقَالَ : "هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ قَالَ: فَقُلْنَا :لَا، قَالَ: لٰكِنْ أَنَا رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ، فَأَخَذَا بِيَدَيَّ، فَأَخْرَجَانِيْ إِلٰى أَرْضٍ فَضَاءٍ، أَوْ أَرْضٍ مُسْتَوِيَةٍ، فَمَرَّا بِيْ عَلٰى رَجُلٍ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِهٖ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِنْ حَدِيْدٍ، فَيُدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهٖ، فَيَشُقُّهٗ ، حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ، ثُمَّ يُخْرِجُهٗ فَيُدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهِ الْآخَرِ، وَيَلْتَئِمُ هٰذَا الشِّدْقُ، فَهُوَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِهٖ، قُلْتُ : مَا هٰذَا ؟ قَالَا : انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَإِذَا رَجُلٌ مُسْتَلْقٍ عَلٰى قَفَاهُ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ فِهْرٌ، أَوْ صَخْرَةٌ، فَيَشْدَخُ بِهَا رَأْسَهٗ، فَيَتَدَهْدَى الْحَجَرُ، فَإِذَا ذَهَبَ لِيَأْخُذَهٗ عَادَ رَأْسُهٗ كَمَا كَانَ، فَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ : مَا هٰذَا ؟ قَالَا : اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَإِذَا بَيْتٌ مَبْنِيٌّ عَلٰى بِنَاءِ التَّنُّوْرِ ، أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ، وَأَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ، يُوْقَدُ تَحْتَهٗ نَارٌ،

فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، فَإِذَا أُوقِدَتْ اِرْتَفَعُوا حَتّٰى يَكَادُوا أَنْ يَّخْرُجُوا، فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا ؟ قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْتُ، فَإِذَا نَهَرٌ مِّنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ، وَعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهَرِ، فَإِذَا دَنَا لِيَخْرُجَ، رَمٰى فِيْ فِيهِ حَجَرًا، فَرَجَعَ إِلٰى مَكَانِهٖ، فَهُوَ يَفْعَلُ بِهٖ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَا: اِنْطَلِقْ فَإِذَا رَوْضَةٌ خَضْرَاءُ، فَإِذَا فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ، وَإِذَا شَيْخٌ فِيْ أَصْلِهَا حَوْلَهُ صِبْيَانٌ، وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِّنْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ، فَهُوَ يَحُشُّهَا وَيُوقِدُهَا، فَصَعِدَا بِيْ فِي الشَّجَرَةِ، فَأَدْخَلَانِيْ دَارًا لَمْ أَرَ دَارًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا، فَإِذَا فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ، وَفِيهَا نِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ، فَأَخْرَجَانِيْ مِنْهَا، فَصَعِدَا بِيْ فِي الشَّجَرَةِ، فَأَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ أَحْسَنُ، وَأَفْضَلُ فِيهَا شُيُوخٌ وَشَبَابٌ، فَقُلْتُ لَهُمَا: إِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِيْ مُنْذُ اللَّيْلَةِ، فَأَخْبِرَانِيْ عَمَّا رَأَيْتُ، فَقَالَا: نَعَمْ، أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِيْ رَأَيْتَ فَإِنَّهُ رَجُلٌ كَذَّابٌ، يَكْذِبُ الْكَذِبَةَ فَتُحْمَلُ عَنْهُ فِي الْآفَاقِ، فَهُوَ يُصْنَعُ بِهٖ مَا رَأَيْتَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَصْنَعُ اللّٰهُ بِهٖ مَا شَاءَ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَأَيْتَ مُسْتَلْقِيًا، فَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ، وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيهِ بِالنَّهَارِ، فَهُوَ يُفْعَلُ بِهٖ مَا رَأَيْتَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَمَّا الَّذِيْ رَأَيْتَ فِي التَّنُّورِ فَهُمُ الزُّنَاةُ، وَأَمَّا الَّذِيْ رَأَيْتَ فِي النَّهَرِ، فَذَاكَ آكِلُ الرِّبَا، وَأَمَّا الشَّيْخُ الَّذِيْ رَأَيْتَ فِيْ أَصْلِ الشَّجَرَةِ، فَذَاكَ إِبْرَاهِيمُ، وَأَمَّا الصِّبْيَانُ الَّذِيْ رَأَيْتَ، فَأَوْلَادُ النَّاسِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَأَيْتَ يُوقِدُ النَّارَ وَيَحُشُّهَا فَذَاكَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ، وَتِلْكَ النَّارُ، وَأَمَّا الدَّارُ الَّتِيْ دَخَلْتَ أَوَّلًا فَدَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَمَّا الدَّارُ الْأُخْرٰى فَدَارُ الشُّهَدَاءِ، وَأَنَا جِبْرِيلُ، وَهٰذَا مِيكَائِيلُ، ثُمَّ قَالَا لِيْ: اِرْفَعْ رَأْسَكَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ، فَإِذَا كَهَيْئَةِ السَّحَابِ، فَقَالَا لِيْ: وَتِلْكَ دَارُكَ، فَقُلْتُ لَهُمَا: دَعَانِيْ أَدْخُلْ دَارِيْ، فَقَالَا: إِنَّهُ قَدْ بَقِيَ لَكَ عَمَلٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوْ اسْتَكْمَلْتَهُ دَخَلْتَ دَارَكَ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٠١٦٥، واللفظ لهٗ؛ بخاری، رقم الحديث

۱۳۸۶) لے

ترجمہ: رسول اللہ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ہماری طرف متوجہ ہوکر فرماتے کہ کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے اُس رات کوئی خواب دیکھا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کردیتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق اس کی تعبیر دے دیتے۔ چنانچہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے معلوم کیا کہ آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ نہیں؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک صاف زمین یا برابر زمین کی طرف لے گئے، پھر وہ مجھے ایک آدمی کے قریب سے لے کر گزرے کہ جس کے سَر کے قریب ایک آدمی کھڑا ہوا تھا، جس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا، کھڑا ہوا آدمی بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں وہ زنبور ڈال کر ایک طرف سے اس کا جبڑا (اور کلاّ) چیر کر گدّی تک پہنچ جاتا تھا اور پھر اس زنبور کو نکال لیتا تھا، اور پھر دوسرے جبڑے کو بھی اسی طرح چیر کر گدی تک پہنچ جاتا تھا، اتنے میں پہلا جبڑا صحیح ہوجاتا تھا اور وہ پھر اُس کے ساتھ اسی طرح کرتا تھا (یہ تعذیب وتکلیف کا عمل مسلسل جاری تھا) میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ ان دونوں شخصوں نے کہا کہ آگے چلو، تو میں اُن کے ساتھ آگے چل دیا، ایک جگہ پہنچ کر دیکھا کہ ایک شخص چت لیٹا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے قریب بڑا پتھر لیے کھڑا ہے، پھر وہ اس پتھر کو اُس کے سر پر دے مارتا ہے، پھر وہ پتھر لڑھک کر دُور چلا جاتا ہے، پھر وہ آدمی پتھر لینے چلا جاتا ہے، اتنے میں اس آدمی کا سر درست ہوجاتا ہے اور مارنے والا آدمی پھر اسی طرح واپس آکر اس کو مارتا ہے (اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے) میں نے معلوم کیا کہ یہ کون ہے؟ ان دونوں شخصوں نے کہا کہ آگے چلو؛ میں اُن کے ساتھ آگے چل دیا، ایک جگہ دیکھا کہ تنور کی طرح ایک گڑھا ہے جس کا منہ تنگ ہے اور اندر سے کشادہ ہے، اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور اس میں برہنہ مرد وعورتیں موجود ہیں، جب آگ بھڑکتی

لے فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط الشیخین.

ہے تو وہ لوگ (اُس آگ کے ساتھ) اوپر اُٹھ آتے ہیں، اور باہر نکلنے کے قریب ہوجاتے ہیں اور جب آگ نیچے ہوجاتی ہے تو وہ لوگ بھی اُس میں واپس لوٹ جاتے ہیں، میں نے معلوم کیا کہ یہ کون ہیں؟ ان دونوں نے مجھے کہا کہ آگے چلو، میں آگے چل دیا؛ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خون کی نہر ہے، جس میں ایک آدمی ہے، اور نہر کے کنارے پر بھی ایک آدمی موجود ہے، جس کے آگے پتھر رکھے ہوئے ہیں، پھر نہر کا آدمی جب نہر سے باہر نکلنے کے قریب ہوتا ہے، تو باہر والا اس کے منہ پر پتھر مارتا ہے، جس کی وجہ سے وہ (نہر سے نکلنے کا ارادہ کرنے والا آدمی پتھر کے زور سے) اپنی جگہ لوٹ جاتا ہے، اور وہ اس کے ساتھ اسی طرح (مسلسل) کررہا ہے، میں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو اُن دونوں نے کہا کہ آپ آگے چلیے، تو آگے چل کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز حجرہ ہے، اور اس میں ایک اونچا درخت ہے، اور وہاں درخت کے نیچے ایک بزرگ (ومعمّر) آدمی ہے، جس کے اردگرد کچھ لڑکے ہیں، اور اُس کے قریب میں ایک اور آدمی ہے جس کے سامنے آگ ہے، اور وہ اُس آگ کو جلا اور بھڑکا رہا ہے، وہ دونوں مجھے اس درخت کے اوپر لے کر چڑھ گئے، اور اُن دونوں نے مجھے ایک مکان میں داخل کیا، اُس مکان سے اچھا مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا، اُس (مکان) میں کیا دیکھتا ہوں کہ اندر بہت سے بوڑھے اور جوان لوگ جمع ہیں، اور اس میں عورتیں اور بچے بھی ہیں، پھر اُن دونوں نے مجھے اس (مکان) سے نکال لیا، پھر وہ دونوں مجھے لے کر درخت کے اور اوپر چڑھے اور مجھے (اُس پہلے مکان سے) زیادہ حسین اور افضل مکان میں لے گئے، اُس مکان میں بوڑھے اور جوان بہت سے جمع ہیں، پھر میں نے اُن دونوں سے کہا کہ تم دونوں نے مجھے رات بھر گھمایا؛ اب جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کی تفصیل بتاؤ؛ تو ان دونوں نے کہا کہ جی ہاں! جس شخص کو آپ نے سب سے پہلے دیکھا تھا تو وہ جھوٹا آدمی تھا جو جھوٹی باتیں کہتا تھا، اور لوگ اس کے جھوٹ کو دنیا جہان میں پھیلاتے تھے، تو اُس آدمی کے ساتھ (عالمِ برزخ میں) قیامت تک یہی کچھ ہوتا رہے گا، جو آپ نے دیکھا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا؛ اور جس شخص کو آپ نے لیٹے ہوئے (اور سر کچلتے ہوئے) دیکھا تو وہ ایسا شخص ہے، جس کو اللہ نے قرآن عطا فرمایا تھا، لیکن وہ قرآن

سے غافل ہو کر رات کو سو جاتا تھا اور دن میں اس کے احکام پر عمل نہ کرتا تھا؛ تو اس آدمی کے ساتھ (برزخ میں) قیامت تک وہی کچھ ہوتا رہے گا جو آپ نے دیکھا ہے۔ اور جن لوگوں کو آپ نے تنور میں دیکھا تو وہ لوگ زنا کار تھے اور جس شخص کو آپ نے خون کی نہر میں دیکھا تھا تو وہ شخص سود خور تھا (اور اس کے ساتھ بھی یہ تعذیب و تکلیف کا سلسلہ جاری رہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے) اور درخت کی جڑ کے پاس جس بزرگ (اور معمّر) شخص کو آپ نے دیکھا تو وہ حضرت ابراہیم تھے اور وہ بچے لوگوں کی اولادیں تھیں (جو بالغ ہونے سے پہلے مرگئے تھے) اور جو شخص بیٹھا ہوا آگ جلا اور بھڑکا رہا تھا تو وہ مالک آگ (یعنی جہنم) کا داروغہ تھا، اور وہ سامنے آگ (یعنی جہنّم) تھی، اور جس گھر میں آپ پہلے داخل ہوئے تو وہ عام مؤمنوں کا گھر تھا، اور دوسرا گھر شہیدوں کا تھا، اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں، اب آپ اپنا سر اٹھائیں، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو میرے اوپر بادل سایہ کیے ہوئے تھا، انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا مقام ہے میں نے کہا کہ مجھے اب اپنے مکان میں جانے دو انہوں نے کہا کہ ابھی آپ کی زندگی کا عمل (یعنی عمر) باقی ہے، جس کو آپ نے پورا نہیں کیا، جب اُس کو پورا کر چکیں گے تو آپ اپنے مکان میں داخل ہو جائیں گے (ترجمہ ختم)

فائدہ: انبیائے کرام علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے، یہ خواب بھی وحی تھا، جس سے جھوٹ بولنے اور جھوٹ کو نشر کرنے، قرآن مجید پڑھ کر اس سے غفلت اختیار کرنے اور عمل نہ کرنے اور زناء کرنے اور سود کھانے پر سخت عذاب کا ہونا معلوم ہوا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہنّم پیدا ہو چکی ہے، اور اس کی آگ کو بھڑکایا جا رہا ہے، اور انبیائے کرام علیہم السلام عالَمِ بالا میں عظیم نعمتوں سے مستفید ہوتے ہیں، اور نابالغی کی حالت میں فوت ہونے والے بچے جنتی ہوتے ہیں، اور جنت میں متقی مؤمنوں اور بطورِ خاص شہیدوں کو خاص مقام حاصل ہوگا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت ہی بلند اور عظیم ہوگا۔

آج کل مختلف شکلوں میں جھوٹ بولنا اور اس کو نشر کرنا عام ہے، ذرائع ابلاغ پر جو خبریں نشر کی جاتی ہیں، اُن میں بڑی تعداد جھوٹی خبروں کی ہوتی ہے، جو لاکھوں کروڑوں لوگوں تک پہنچتی ہے، اور اسی طرح دوسرے گناہ بھی عام ہیں، جن سے ہر مسلمان کو بچنا اور توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔　(جاری ہے......)

Idara Ghufran

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیُ ذٰلِکَ لَعِبُرَۃً لِّاُولِی الْاَ بُصَارِ﴾ **ابوجویریہ**

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۱۹)

حضرت یوسف کی خواب کی تعبیر سے قبل دعوت وتبلیغ

حضرت یوسف علیہ السلام سے جب خوابوں کی تعبیر معلوم کی جاتی ہے، تو سب سے پہلے آپ پیغمبرانہ اسلوب وداعیانہ انداز میں اس سوال کے جواب سے پہلے تبلیغ اور ایمان کی دعوت کا کام شروع فرماتے ہیں، اور دعوت کے اصولوں کے تحت حکمت ودانشمندی سے کام لے کر سب سے پہلے ان لوگوں کے دلوں میں اپنا اعتماد پیدا کرنے کے لئے اپنے اس معجزے کا ذکر کیا کہ تمہارے لئے جو کھانا تمہارے گھروں یا کسی دوسری جگہ سے آتا ہے، اس کے آنے سے پہلے ہی میں تمہیں بتلادوں گا کہ کس قسم کا کھانا اور کیسا اور کتنا اور کس وقت آئے گا؟ اور وہ بات ٹھیک اسی طرح نکلے گی۔

اور یہ کوئی رمل، جفر کا فن یا کہانت وغیرہ نہیں، بلکہ میرا رب وحی کے ذریعہ سے مجھ کو بتلادیتا ہے، اور میں اس کی اطلاع دے دیتا ہوں۔

یہ ایک کھلا معجزہ تھا، جو نبوت کی بڑی دلیل اور اعتماد کا بہت بڑا سبب تھا۔

اس کے بعد آپ نے پہلے کفر کی برائی اور اور کفر کی ملت سے اپنی بیزاری کو بیان فرمایا، اور پھر یہ بھی جتلادیا کہ میں خاندانِ نبوت ہی کا ایک فرد اور انہی کی ملتِ حق کا پابند ہوں، میرے آباء واجداد حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب علیہم السلام ہیں، یہ خاندانی شرافت بھی عادتاً انسان کے اعتماد کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ؎۱

؎۱ قالَ لا یَأْتِیکُما طَعامٌ تُرْزَقانِهِ قیل أراد به ترزقانه فی النوم یقول لا یأتیکما طعام ترزقانه فی نومکما إِلَّا نَبَّأْتُكُما بِتَأْوِیلِهِ فی الیقظة قَبْلَ أَنْ یَأْتِیَكُما تأویله -وقیل أراد انه لا یأتیکما طعام من منازلکما ترزقانه فی الیقظة ای تطعمانه وتأکلانه -الا نبأتکما بتأویله بقدره ولونه والوقت الّذی یصل الیکما قبل ان یصل الیکما -وایّ طعام أکلتم ومتی أکلتم -وهذا معجزة مثل معجزة عیسی علیه السلام حیث قال وَأُنَبِّئُكُمْ بِما تَأْكُلُونَ وَما تَدَّخِرُونَ فِی بُیُوتِكُمْ -فقالا هذا فعل العرافین والکهنة فمن این لک هذا العلم فقال ما انا بکاهن وانما ذلِکُما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا . ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ . اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ(سورة يوسف آيت ٣٧)

ترجمہ: یوسف نے کہا کہ جو کھانا تم کو ملنے والا ہے وہ آنے نہیں پائے گا کہ میں اس سے پہلے تم کو اس کی تعبیر بتا دوں گا۔ یہ ان (باتوں) میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں۔ جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں میں ان کا مذہب چھوڑے ہوئے ہوں۔

اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دینِ حق کی توفیق ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ اس نے سلامتِ فہم عطا فرما کر قبولِ حق ہمارے لئے آسان کر دیا، مگر بہت سے لوگ اس نعمت کی قدر اور شکر نہیں کرتے۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے انہی قیدیوں سے سوال کیا کہ اچھا تم ہی بتلاؤ کہ انسان بہت سے پروردگاروں کا پرستار ہو، یہ بہتر ہے یا یہ کہ صرف ایک اللہ کا بندہ بنے، جس کی قدرت وطاقت سب پر غالب ہے۔

پھر بت پرستی کی برائی ایک دوسرے طریقہ سے بتلائی کہ تم نے اور تمہارے باپ داداوں نے کچھ بتوں کو اپنا پروردگار سمجھا ہوا ہے، یہ تو صرف نام ہی نام ہیں، جو تم نے گھڑ لئے ہیں، نہ ان میں ذاتی صفات اس قابل ہیں کہ ان کو کسی ادنیٰ قوت وطاقت کا مالک سمجھا جائے، کیونکہ وہ بے حس وحرکت ہیں، یہ بات تو

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي قرا نافع وابو عمرو بفتح الياء والباقون بإسكانها -يعنى علّمنى ربى بالوحى القطعى المنزل من السماء -وقيل معنى الاية لا يأتيكما طعام يعنى من منازلكما الا نبأتكما بتأويل ما قصصتما علىّ من الرؤيا ذلكما اى التأويل مما علمنى ربى بالإلهام والوحى -وليس من قبيل التكهن والتنجم قال البيضاوى أراد يوسف عليه السلام ان يدعوهما الى التوحيد ويرشدهما الطريق القويم قبل ان يجيب ما سالا عنه -كما هو طريقة الأنبياء والنازلين منازلهم من العلماء فى الهداية والإرشاد -فقدّم ما يكون معجزة له من الاخبار بالغيب ليدلهما على صدقه فى الدعوة والتعبير إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كافِرُونَ تعليل لما قبله اى علّمنى ذلک لانى تركت ملة المبطلين وتكرار كلمة هم للدلالة على اختصاصهم وتأكيد كفرهم بالاخرة(التفسير المظهرى ،تحت آيت ٣٧ من سورة يوسف)

آنکھوں کے مشاہدہ کی ہے۔

دوسرا راستہ ان کے معبودِ حق ہونے کا یہ ہوسکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی پرستش کے لئے احکام نازل فرمائے ہوتے، تو اگرچہ مشاہدہ اور ظاہری عقل سے ہم ان کی خدائی کو تسلیم نہ کرتے، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم ہونے کی وجہ سے ہم اپنے مشاہدہ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرتے، مگر یہاں وہ چیز بھی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عبادت کے لئے کوئی دلیل اور حجت نازل نہیں فرمائی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو یہی فرمایا ہے کہ حکم اور حکومت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا حق نہیں، اور حکم یہ دیا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

یہی وہ دینِ قیّم ہے جو میرے آباء واجداد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا، مگر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ [1]

قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کی دعوت وتبلیغ کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ مَا کَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا

---

[1] یا صاحِبَیِ السِّجْنِ ای ساکنی السجن او صاحبیّ فیه فاضافتهما الیه مجاز مثل یا سارق اللیلة أَأَرْبابٌ مُتَفَرِّقُونَ شتی متعددة متساویة الاقدام فی الإمکان والعجز سواء کانت أصناما من ذهب او فضة او حدید او حجر -او غیرها من الملائکة والبشر خَیْرٌ من الله أَمِ اللَّهُ الْواحِدُ المتوحد فی جلال ذاته وکمال صفاته لا یماثله شیء فی الذات ولا فی الصفات ولا فی الافعال الْقَهَّارُ الغالب الّذی لا یعاد له ولا یقاومه غیره خیر من غیره ثم بین بطلان الأصنام وغیرها فقال.

ما تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ ای من دون الله خاطب الاثنین بلفظ الجمع لانه أراد کل من کان مثلهما فی الشرک إِلَّا أَسْماءً ای مسمیات خالیة عن معنی الالوهیة سَمَّیْتُمُوها أَنْتُمْ وَآباؤُکُمْ الهة وأربابا -او المعنی ما تعبدون شیئا الا اسماء سمیتوها لا تحقق لها فی الواقع تزعمونها حالّة فی الأصنام او مجردة ما أَنْزَلَ اللَّهُ بِها مِنْ سُلْطانٍ ای لم یجعل الله سبحانه دلیلا علی وجودها -او حجة وبرهانا علی استحقاقها للعبادة -کما نصب الله تعالی دلائل علی وجود نفسه وبراهین علی استحقاقه للعبادة وآیات انزل علی رسله وأنبیائه إِنِ الْحُکْمُ فی العبادة إِلَّا لِلَّهِ لانه المستحق لها بالذات من حیث انه الواجب لذاته الموجد لغیره المنعم علی الإطلاق المالک القاهر الضار النافع فلو جاز عبادة غیره لجاز بامره وقد أَمَرَ علی لسان أنبیائه أَلَّا تَعْبُدُوا شیئا إِلَّا إِیَّاهُ حیث دلت علیه الحجج والبینات ذلِکَ الدِّینُ الْقَیِّمُ ای الثابت الّذی دلت علیه البراهین وَلکِنَّ أَکْثَرَ النَّاسِ لا یَعْلَمُونَ .لا یمیّزون الحق من الباطل فیخبطون فی جهالتهم -قال البیضاوی هذا من التدرج فی الدعوة والزام الحجة -بیّن لهم اولا رجحان التوحید علی اتخاذ الالهة علی طریق الخطاب -ثم برهن علی ان ما یسمونها الهة ویعبدونها لا تستحق العبادة فان استحقاق العبادة اما بالذات واما بالغیر وکلا القسمین منتف عنها -ثم نص علی ما هو الحق القویم والدین المستقیم الّذی لا یقتضی العقل غیره (التفسیر المظهری، تحت آیت ۳۸ من سورة یوسف)

يَشْكُرُوْنَ. يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ. مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ، اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ(سورۃ یوسف آیت ۳۸تا ۴۰)

ترجمہ: اور میں اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب پر چلتا ہوں، ہمیں یہ زیبا نہیں ہے کہ کسی چیز کو اللہ کے ساتھ شریک بنائیں، یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر بھی اور لوگوں پر بھی لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا متفرق پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقتور۔

جن چیزوں کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں کی، (سن رکھو کہ) اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے، اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(جاری ہے...........)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۳۰ ''تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ''﴾

حاصل یہ ہوا کہ رزق کا ایک بہت بڑا حصہ اللہ تعالیٰ نے تجارت میں رکھا ہے، اور آج کے دور میں لوگوں اور اقوام عالم کے سامنے یہ حقیقت آشکارا ہو چکی ہے کہ کسی بھی قوم کی معاشی ترقی کے لئے کلیدی حیثیت اس کی تجارت کو حاصل ہوتی ہے، اس کی تجارت جتنی زیادہ وسیع ہوگی اور مضبوط اصولوں پر استوار ہوگی وہ معاشی اعتبار سے اسی قدر مضبوط گی۔

اس وجہ سے اگر ہم شریعت کے بتائے ہوئے اصول وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے تجارت کریں تو ہم بھی معاشی میدان میں انفرادی اور اجتماعی دونوں اعتبار سے ترقی کر سکتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری یہ تجارت دنیا کے ساتھ دین بھی بن سکتی ہے۔

لہٰذا ہمیں انفرادی، اجتماعی اور حکومتی سطح پر تجارت کو فروغ دینا چاہیے۔

(جاری ہے.....)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

شہد (HONEY) کے فوائد وخواص (قسط۱)

شہد کو عربی زبان میں ''عَسل''، پنجابی زبان میں ''شہت''، سندھی زبان میں ''ماکھی''، انگریزی زبان میں ''HONEY''، فارسی زبان میں ''انگبیں'' بنگلہ زبان میں ''مدہو''، گجراتی زبان میں ''مدھ'' کہا جاتا ہے۔

شہد عمدہ غذا بھی ہے اور بہت سی بیماریوں کے لئے بہترین شفاء اور دوا بھی۔

قرآن وسنت میں شہد کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے، اور اسے شفاء قرار دیا گیا ہے۔

شہد میں لوگوں کے لئے شفاء ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ. ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً، يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ، إِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (سورة النحل، آيت ٦٨. و ٦٩)

ترجمہ: اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کردی (یعنی اس کے دل میں یہ بات ڈال دی) کہ پہاڑوں میں، اور درختوں میں، اور لوگ جو اونچی چھتیں بناتے ہیں، اُن میں گھر بنا۔ اور ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا۔ اور اپنے رب کے صاف راستوں پر چلی جا۔ اس کے پیٹ سے مشروب (یعنی شہد) نکلتا ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ بیشک اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے (اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کی) نشانی ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مکھیوں کے ذریعہ سے شہد کو لوگوں کی شفاء کے لئے بنایا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنَّ أَخِىْ اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ :اِنِّيْ سَقَيْتُهُ عَسَلًا فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا، فَقَالَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: اِسْقِهِ عَسَلًا فَقَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ اللّٰهُ، وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ فَسَقَاهُ فَبَرَأَ (مسلم، رقم الحديث ۲۲۱۷)

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اوراس نے عرض کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ چل گیا ہے (یعنی اس کو اسہال ودست ہوگئے ہیں) تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو شہد پلایئے، اس آدمی نے اپنے بھائی کو شہد پلایا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور کہا کہ میں نے اپنے بھائی کو شہد پلایا ہے، لیکن اس کے پیٹ چلنے (یعنی اسہال) میں اضافہ ہوا ہے، اُس آدمی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہی فرمایا، پھر وہ چوتھی مرتبہ آیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کو شہد پلایئے، اس نے کہا کہ میں نے اُسے شہد پلایا ہے، لیکن اُس کے پیٹ چلنے میں اضافہ ہی ہوا، تو اس کو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے سچ فرمایا (کہ شہد میں شفاء ہے) اور آپ کے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ کہا (یعنی غلطی کی) پھر اس نے اپنے بھائی کو شہد پلایا تو وہ صحت یاب ہوگیا (ترجمہ ختم)

محدثین نے فرمایا کہ اس شخص کے جسم میں فاسد رطوبات کا اضافہ ہوگیا تھا، جن کو جسم سے خارج کرنے کی ضرورت تھی، اور شہد میں فاسد رطوبات کو خارج کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار شہد پلانے کا حکم فرمانے کی وجہ یہی تھی تاکہ تمام فاسد رطوبات خارج ہوجائیں، اور جب وہ خارج ہوگئیں، تو اس شخص کو شفاء حاصل ہوگئی۔

(کذافی: فتح الباری لابن حجر، کتاب الطب، بَابُ دَوَاءِ الْمَبْطُوْنِ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہد پیٹ کی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور موقوفاً روایت ہے کہ:

عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ :الْعَسَلِ، وَالْقُرْآنِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۴۵۲؛ سنن كبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث ۱۹۵۶۵،باسناد جيد)

ترجمہ: تم دو شفاء والی چیزوں کو لازم پکڑو (یعنی ان دو چیزوں کو اہتمام کے ساتھ اختیار

واستعمال کرو) ایک شہد، اور دوسری قرآن (ترجمہ ختم)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس طرح شہد کو شفاء کی چیز قرار دیا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ اسی طرح قرآن مجید کو بھی شفاء کا باعث قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے کہ ''وَشِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ'' (سورۃ یونس)

یعنی قرآن مجید سینوں کے امراض کے لئے شفاء ہے۔

محدثین نے فرمایا کہ قرآن مجید دینی (یعنی روحانی) بیماریوں یا بدنی و دینی دونوں قسم کی بیماریوں کے لئے شفاء ہے، اور شہد حسی اور بدنی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔

(کذافی: مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الطب والرقی)

بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہد میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار جسمانی و بدنی بیماریوں کے لئے شفاء رکھی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً وموقوفاً روایت ہے کہ:

اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلاَثَۃٍ : شَرْبَۃِ عَسَلٍ، وَشَرْطَۃِ مِحْجَمٍ، وَکَیَّۃِ نَارٍ، وَأَنْھٰی أُمَّتِیْ عَنِ الْکَیِّ (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۸۰، کتاب الطب، بَابُ الشِّفَاءُ فِی ثَلاَثٍ ورقم الحدیث ۵۶۸۱)

ترجمہ: تین چیزوں میں شفاء ہے، شہد کے پینے میں اور پچھنے لگوانے میں، اور آگ کے داغ دینے میں اور میں نے اپنی امت کو داغ دینے سے منع کیا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: إِنْ کَانَ فِیْ شَیْءٍ مِنْ أَدْوِیَتِکُمْ - أَوْ :یَکُوْنُ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ أَدْوِیَتِکُمْ -خَیْرٌ، فَفِیْ شَرْطَۃِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَۃِ عَسَلٍ، أَوْ لَذْعَۃٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّاءَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَکْتَوِیَ (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۸۳)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں خیر ہے، یا تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں خیر ہوگی، تو وہ پچھنے لگوانے میں ہے، یا شہد کے پینے میں ہے، یا آگ کے داغ لگوانے میں ہے، جو مرض کے موافق ہو، لیکن میں داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت عقبہ بن عامر جہنی اور حضرت معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(ملاحظہ ہو: مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۳۱۵، باسناد حسن، عن عقبۃ بن عامر، ومسند احمد، رقم

الحدیث ۲۷۲۵۶، عن معاویۃ بن حدیج، باسناد صحیح)

پچھنے لگوانے سے جسم کا فاسد خون خارج ہوجاتا ہے، اور شہد کے ذریعے بلغمی فضلات خارج ہوجاتے ہیں، اورداغ کے ذریعے سے جلد میں پیدا شدہ باغی خلط کا مادہ ختم ہوجاتا ہے۔

لیکن داغ میں تعذیب وتکلیف پائی جاتی ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا، ناپسندیدگی کے ساتھ اس کی اجازت دیدی، تاکہ متبادل صورت میسر آنے کے وقت تو اس کو اختیار نہ کیا جائے، البتہ مجبوری وضرورت کے وقت اس کو استعمال کرلینے کی گنجائش ہے۔

(کذافی: فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۴۹۴۱، فتح الباری لابن حجر، کتاب الطب، بَابُ الشِّفَاءِ فِی ثَلاثٍ)

بہرحال اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کے لئے شہد کو بہتر اور خیر والی دواء قرار دیا ہے۔ (جاری ہے............)

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ ربیع الاوّل کے فضائل واحکام

(مع حقوقُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

قرآن وحدیث، فقہ اور اہلِ سنت والجماعت کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے تیسرے مہینے ربیع الاول سے متعلق فضائل ومسائل، احکامات وہدایات، بدعات ومنکرات، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی تفصیل وتشریح۔

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ

مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......جمعہ/۴/۱۱/ ۱۸/ ۲۵ صفر کو مساجدِ متعلقہ میں حسبِ معمول وعظ ومسائل کی نشستیں منعقد ہوئیں۔

□......۵/صفر بمطابق 31 / دسمبر جمعہ وہفتہ کی درمیانی شب ڈیڑھ بجے کے قریب حضرت قدس، مرشد العلماء، زبدۃ الاتقیاء حضرت نواب محمد عشرت علیخان قیصر صاحب کا کراچی میں وصال ہوا، اسی دن ڈیڑھ بجے ظہر کو جامعہ دارالعلوم کراچی میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے آپ کا نمازِ جنازہ پڑھایا اور جامعہ دارالعلوم کراچی کے قدیمی قبرستان میں (جہاں اکابر اہلِ علم ومشائخ کی قبور ہیں) آپ کی تدفین ہوئی (آپ کے احوال اسی شمارے میں شاملِ اشاعت ہیں، اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

□......۱۱/صفر جمعہ، بعد عصر مفتی احمد ممتاز صاحب (مہتمم: مدرسہ خلفائے راشدین، کراچی) دارالافتاء تشریف لائے، آپ کے بعض تلامذہ ومتعلقین بھی آپ کے ہمراہ تھے، حضرت مدیر صاحب سے علمی مجالست ومشاورت رہی، بعد نمازِ عشاء واپس تشریف لے گئے۔

□......۲۹/محرم، و ۶/ ۱۳/ ۲۷/ صفر اتوار بعد ظہر طلباء وطالبات قرآنی شعبہ جات کے لئے بزمِ ادب واصلاحی بیان اور بعد عصر ہفتہ وار مجلسِ ملفوظات حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی۔

□......۲۹/محرم، و ۲۷/صفر بروز اتوار دن دس تا ساڑھے گیارہ بجے خواتین کے لئے درسِ قرآن کی مجلس ہوئی۔

□......۵/صفر بروز ہفتہ تا ۹ صفر بروز بدھ سہ ماہی امتحانات کا پہلا مرحلہ مکمل ہوا، دوسرے مرحلے میں ۱۳/صفر بروز اتوار کو حفظ کے علاوہ باقی قرآنی شعبہ جات کے امتحانات ہوئے۔

□......۱۸/صفر بروز جمعہ حضرت مدیر صاحب ٹینچ بھاٹہ (پیپلز کالونی) راولپنڈی میں جناب عبدالکریم صاحب کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں تشریف لے گئے، مولوی محمد ناصر صاحب بھی ہمراہ تھے۔

□......۲۰/صفر اتوار، بعد مغرب یومِ والدین کا جلسہ ہوا، مفتی محمد یونس صاحب کا اصلاحی وتربیتی بیان ہوا، بندہ محمد امجد نے سہ امتحان کے نتائج سنائے، ممتاز طلبہ وطالبات کو جلسے کے بعد انعامی کتب سے نوازا گیا۔

□......۲۴/صفر، جمعرات، حضرت مدیر صاحب فتح جنگ کے مضافات میں ایک عالم صاحب کی دعوت پر جمعہ کے جواز وعدمِ جواز کے سلسلے میں معائنہ کے لئے تشریف لے گئے، مولوی محمد ناصر صاحب بھی ہمراہ تھے۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

✍ 21/ دسمبر: پاکستان: خیر پور میں چلتی ویگن سلنڈر دھاکہ کے نتیجے میں آگ لگنے سے 12 مسافر زندہ جل گئے ٭ مری، گلیات، کشمیر میں ہلکی، سوات میں شدید برفباری ✍ 22/ دسمبر: پاکستان: چھت پر سلنڈر والی گاڑیوں کا موٹر ویز اور ہائی ویز پر داخلہ ممنوع، کٹس کا معیار چیک کرانے کی ڈیڈ لائن ✍ 23/ دسمبر: پاکستان: 350 یونٹ استعمال کرنے والے گھریلو صارفین سے فیول ایڈجسٹمنٹ چارجز وصول نہ کرنے کا حکم ٭ عراق میں 18 بم دھماکے، 63 افراد ہلاک، 200 زخمی ✍ 24/ دسمبر: پاکستان: راولپنڈی میں گیس بندش کے خلاف مظاہرین کی توڑ پھوڑ، 2 بکتر بندیں جلا دیں، درجنوں گرفتار، ایکسپریس وے بلاک ✍ 25/ دسمبر: پاکستان: بنوں میں خود کش حملہ، 6 اہلکار جاں بحق، اورکزئی میں بمباری سے 13 عسکریت پسند جاں بحق ٭ ن لیگ کے سینئر رہنما جاوید ہاشمی تحریکِ انصاف میں شامل ✍ 26/ دسمبر: پاکستان: بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ میں اضافہ، کوٹ ادو پاور پلانٹ کے 10 یونٹ بند ✍ 27/ دسمبر: پاکستان: فیصل آباد کی صنعتوں کی گیس غیر معینہ مدت کے لئے بند ✍ 28/ دسمبر: افغانستان: امریکہ نے ملا عمر کا نام انتہائی مطلوب افراد کی فہرست سے نکال دیا ✍ 29/ دسمبر: پاکستان: گیس مہنگی کرنے کا فیصلہ، سپلائی مزید کم، احتجاجی مظاہرے، 1300 صنعتیں بند ✍ 30/ دسمبر: پاکستان: کوئٹہ، سانحہ خروٹ آباد کے مقتولین کا پوسٹ مارٹم کرنے والے پولیس سرجن قتل ✍ 31/ دسمبر: پاکستان: گیس کی قیمت میں 14 سے 207 فیصد تک اضافہ، سی این جی بھی 8 روپے کلو مہنگی ✍ یکم/ جنوری 2012: پاکستان: پٹرول 1.65 ہائی اوکٹین 5.13 روپے فی لیٹر مہنگا، ڈیزل کی قیمت برقرار ✍ 02/ جنوری: پاکستان: 2011ء پاکستان میں پولیو کے 181 کیسز سامنے آئے، افغانستان میں 63 کیسز، بھارت میں کوئی کیس سامنے نہیں آیا، عالمی ادارہ صحت ✍ 03/ جنوری: پاکستان: ایل پی جی کی قیمت 175 روپے فی کلو تک پہنچ گئی ✍ 04/ جنوری: پاکستان: سکولوں اور کالجوں میں موبائل فون پر پابندی لگائی جائے، پنجاب اسمبلی میں قرارداد ✍ 05/ جنوری: پاکستان: فوج اور عدلیہ سمیت تمام سرکاری ملازمین اپنے اثاثے ظاہر کرنے کے پابند ہونگے، وفاقی کابینہ میں مسودے کی منظوری، گھریلو صارفین گیس لوڈ شیڈنگ سے مستثنٰی ✍ 06/ جنوری: پاکستان: شمالی وزیرستان، 15 مغوی ایف سی اہلکاروں کی لاشیں نالے سے برآمد، ٹانک سے اغوا کیا گیا تھا ✍ 07/ جنوری: پاکستان: قومی اسمبلی میں شدید ہنگامہ، نعرے بازی، نئے صوبوں کی قرارداد پیش نہ ہو سکی ✍ 08/ جنوری: پاکستان: رقمیں دوگنی کرنے کے ملزم ڈبل شاہ کو 14 سال قید، سوا 5 ارب روپے جرمانہ۔

﴿بقیہ صفحہ ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

TAMEER-E-PAKISTAN SCHOOL

تعمیرِ پاکستان سکول

(نیشنل میڈیم)

زیرِ نگرانی: حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم و دیگر اہلِ علم

اپنی نوع کا منفرد نظام، ان شاء اللہ تعالیٰ جلد آغاز ہو رہا ہے

سکول کی چند اہم خصوصیات و سہولیات

معیاری تعلیم و تربیت	مونٹیسوری جدید ترین طریقۂ تعلیم
اعلیٰ تعلیمی اقدار کا بہترین انتخاب	محبِ وطن دینی سوچ پیدا کرنے کا اہتمام
حفظ و ناظرہ قرآن کی سہولت (اختیاری)	خوشخطی کا خصوصی انتظام
تفریحی پروگرام	ہفتہ وار ٹیسٹ سسٹم
طلبہ کے مفت طبی معائنہ کی سہولت	پرکشش ماحول
کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ سسٹم	کوالٹی کنٹرول سسٹم
کمپیوٹر کی تعلیم (مطلوبہ کلاسز میں لازمی)	دینی و دنیاوی مہارت یافتہ گورننگ باڈی
بورڈ کے تحت اساتذہ کی باقاعدہ نگرانی و تربیتی نظام	اساتذہ اور طلبہ کے والدین کا اشتراکی تربیتی نظام
سکول کی اپنی پک اینڈ ڈراپ کی سہولت	معاشرے میں عملی غیر نصابی سرگرمیاں
تعلیمی اخراجات کم سے کم	تعلیمی و تفریحی دورے

ان شاء اللہ تعالیٰ مارچ 2012ء سے ادارہ غفران (گلی نمبر 17، چاہ سلطان، راولپنڈی) کے قریب برانچ میں نرسری سے تیسری تک کلاسوں کا باقاعدہ آغاز اور فروری 2012ء سے داخلوں کا اجراء ہو رہا ہے۔

Idara Ghufran

Idara Ghufran